Fikr-o-Nasar (Islamabad) 25:2 (1987)

کتابتِ مصاحف اور علم الضبط

علاماتِ ضبط کی ابتداء ، ان کے متنوع ارتقاء اور ان کے زمانی اور مکانی ممیزات کا اجمالی جائزہ

حافظ احمد یار

۱ ۔ قرآن کریم کی درست قراءت کے لئے اس کی درست کتابت ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اسی بناء پر ، اور صحت قراءت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ، کتابتِ مصاحف میں چند ایک امور کا التزام کیا جاتا ہے۔ مثلاً قواعدِ رسم و ضبط کی پابندی، علامات وقف و وصل کی درجہ بندی کی توضیح ، آیات و فواصل (شمار آیات) کی تعیین اور سجداتِ تلاوت کی نشان دھی کی جاتی ہے۔ مزید برآں قاری کی سہولت کے لئے سورتوں کے نام اور ھر سورت کے نام کے ساتھ کچھ تعارفی معلومات (مثلاً مکی و مدنی کا بیان)، مختلف تقسیمات (مثلاً اجزاء، احزاب اور رکوعات) کی تصریحات اور ھر صفحے پر حوالہ کی آسانی کے لئے بعض علامتی اشارات بھی درج کئے جاتے ھیں ۔

۲ ۔ تاھم مذکورہ بالا امور میں سے بیشتر کی حیثیت محض اضافی معلومات کی ہے۔ دراصل صحت کتابت کا معیار اور اس کی بنیاد تو علم الرسم ہے اور صحت قراءت کا دار و مدار بڑی حد تک علم الضبط پر ہے۔ علم الرسم ، جسے مرسوم المصاحف، مرسوم الخط، هجاء المصاحف، الرسم العثمانی، رسم المصحف، الرسم المصحفی،

رسم قرآنی، قرآنی رسم الخط، اور بعض دفعه اختصاراً صرف رسم الخط بھی کہتے ھیں (۱) ، اس سے مراد کلمات قرآن کا وہ نظام املاء اور طریق ھجاء ہے جو مصاحف عثمانی میں اختیار کیا گیا تھا (یعنی الخط المرسوم فی المصاحف العثمانیة)(۲) ۔ یہ مخصوص رسم الخط کتابتِ قرآن میں اصل جوھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآنی علوم میں اسے ایک نہایت اھم بلکہ بنیادی علم کا درجہ حاصل ہے۔ خود اسی علم کے قواعد اور اصول کے استنباط، اس کی تاریخ اور اس کے مصادر و مراجع اور اس کے التزام یا عدم التزام سے پیدا ھونے والے مسائل وغیرہ کے بارے میں مستقل تالیفات اور متعدد علمی و تحقیقی مقالات موجود ھیں ۔ اتفاق سے بعض عوامل اور اسباب کی بنا پر یہ (رسم عثمانی) طباعت قرآن کے ضمن میں اسوقت بہت سے اسلامی ممالک کا ایک زندہ اور توجہ طلب مسئلہ بھی بن گیا ہے۔ اور بعض ناقص معلومات اور غلط تعصبات اس مسئلے کو الجھانے کا باعث بن رھے ھیں ۔ تاھم اس وقت ھمارا موضوع بحث یہ (علم الرسم) نہیں بلکہ علم الضبط ہے جو علم الرسم کا ھی ایک تتمہ اور تکملہ ہے۔ یہاں ابتداء میں علم الرسم کے بارے میں یہ چند تمہیدی کلمات بھی اس لئے لکھے گئے ھیں کہ آگے چل کر اسی مقالہ میں بعض مقامات پر ھمیں حوالے کے طور پر اس کا ذکر کرنا پڑے گا ۔

۳ ۔ اگر علم الرسم کا موضوع قرآن کا ھجاء اور املاء ہے تو علم الضبط کا موضوع وہ علامات و نشانات (مثل حرکات، سکون، مد و شد وغیرہ) ھیں (۳) جو کلماتِ قرآن کے درست تلفظ اور ان کی نطقی کیفیات کے تحفظ میں مدد دیتے ھیں ۔ یہ ,, مدد،، والی بات ھم نے اس لئے کی ہے کہ قرآن کریم کی صحیح قراءت اور اس کے کلمات و اصوات کے درست تلفظ کی تعلیم کا اصل طریقہ تو تلقی اور سماع کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک معمول بہ چلا آتا ہے۔

تنہا علاماتِ ضبط یعنی علم الضبط استاد یا ,, شیخ ،، کا بدل کبھی نہیں ہو سکتا ۔ یہی وجہ ہے کہ ضبط کی بعض خاص صورتوں میں علامات کی وضاحت کرنے کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ صحیح تلفظ استاذ (شیخ) سے شفوی طور پر سیکھا جائے (۴) تاہم قراءتِ قرآن کی تعلیم کے دوران ــ اور تعلیم کے بعد روزانہ تلاوت قرآن کے لئے ــ کسی صحیح کتابت والے مصحف (نسخۂ قرآن) کی ضرورت ہر مسلمان کو پڑتی ہے اور اس مقصد کے لئے کتابت کی صحت علم الضبط کے بغیر ممکن نہیں ہے ۔

۴ ۔ علم الضبط کی تاریخ اور اس کے ارتقاء کی بات کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تین اصطلاحات کی وضاحت کر لی جائے جو کتابت مصاحف کے ضمن میں اکثر استعمال ہوتی ہیں ۔ اور جو عموماً ,, ضبط ،، کے ہم معنی یا ,, ہم مقصد،، ہیں اور وہ یہ ہیں :
(۱) نَقْط (۲) شَکْل اور (۳) اِعجام ۔

★ ,, نَقْط،، کے لغوی معنی تو کسی حرف پر نقطہ لگانا ہے ۔ لیکن اصطلاحاً اس سے مراد وہ ,, نظامِ نقاط،، ہے جو ہمارے موجودہ نظامِ حرکات کا پیشرو تھا اور جسے مشہور تابعی ابو الاسود الدؤلی (۵) نے کلمات قرآن کے جزوی ضبط کے طور پر ایجاد کیا تھا اور جس میں حرکات اور دیگر علاماتِ ضبط کا کام نقطوں سے لیا جاتا تھا (اور جس کا قصہ ابھی آگے بیان ہوگا)

★ ,,شَکْل،، کے لفظی معنی جانور کے پاؤں میں زنجیر ڈالنے کے ہیں ۔ مگر اصطلاحاً کلمات کو علامات اور حرکات سے مقید کرنا مراد ہوتا ہے ۔ اور اگرچہ ,, شکل ،، کا لفظ ,,ضبط،، کی کسی بھی صورت کیلئے استعمال ہوتا ہے تاہم زیادہ تر شکل سے مراد ضبطِ کلمات کا وہ طریقہ لیا جاتا ہے جو الخلیل بن احمد الفراھیدی نے ایجاد کیا تھا (اس کا بیان بھی آگے آ رہا ہے) جس عبارت کے ہر ہر

حرف پر حرکات اور علاماتِ ضبط ڈالی گئی ہوں اسے ,, مشکول عبارت " کہتے ہیں ۔

★ ,,اِعجـــام" کا اصل مطلب بھی کسی حرف پر نقطہ یا نقطے ڈال کر اسے دوسرے مشابہ حرف سے متمیز کرنا ہے۔ مثلاً د / ذ یا ت / ث وغیرہ چونکہ یہ بھی ,,نقط" ہی کی ایک صورت بنتی ہے لہذا دونوں میں فرق کرنے کے لئے ابو الاسود والے طریقِ نُقط کو ,, نقط الشکل" یا ,, نقط الاعـراب" کہتے ہیـں اور دوسـرے کو ,, نقط الاعجام" کہتے ہیں ۔ اگرچہ بعض قدیم مؤلفین نے اعجام کے لئے مطلقاً نقط کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے (٦)

★ ضبط کی اصطلاح ان تینوں اصطلاحات کے بعد وجود میں آئی۔ علم الضبط میں عموماً نقط اور شکل کے قواعد سے بحث کی جاتی ہے اور اعجام کا ذکر اس میں کم ہی کیا جاتا ہے۔ تاہم تاریخی عمل کے لحاظ سے اعجام بھی ,, تحریک ضبط قرآن" کا ہی ایک حصہ تھا اور اس کا ذکر اسی مناسبت سے اس مقالہ میں اپنی جگہ پر آئے گا ۔ (۷) ۔ اور اسی تحریک کے اسباب و دواعی یعنی علم الضبط کی ضرورت اور اس کے ارتقاء کا جائزہ ہی اس وقت ہمارا موضوعِ بحث ہے ۔

۵ ۔ اس بات کو حوالوں سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اور ابتداء ہی سے عربی میں ہی لکھا گیا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی صحابہؓ کی بڑی تعداد نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب اور طریقِ تلاوت کے مطابق پورا قرآن حفظ کر لیا تھا ۔ قرآن کریم کا ہر ہر لفظ نزولِ وحی کے جلد ہی بعد لکھ بھی لیا جاتا تھا۔ قرآن کریم کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جو رسول کریمؐ کی زندگی میں حفظ نہ کر لیا گیا ہو اور لکھ نہ لیا گیا ہو ۔

٦ ـ قرآن ِکریم کی یہ (عہد نبوی میں) کتابت عربی خط میں تھی ـ اس وقت تک عربی زبان کی ابجد بنیادی طور پر ـ اور تعلیم کتابت کی حد تک ـ صرف اٹھارہ حروف پر مشتمل تھی ـ بلکہ متصل لکھنے کی صورت میں حروف کی یہ بنیادی شکلیں صرف پندرہ ھی رہ جاتی تھیں ـ حروف کی یہ اٹھارہ یا پندرہ صورتیں اٹھائیس آوازوں کے لئے استعمال ھوتی تھیں (۸) کیونکہ ان حرفوں میں سے اکثر کی ایک سے زائد آوازیں تھیں ـ (انگریزی C، G، H یا s کی طرح) مثلاً ''ٮ'' ب ت اور ث کے لئے اور ,, ح '' ج ح اور خ کے لئے ـ بلکہ بعض حرفی رموز پانچ آوازوں تک کے لئے استعمال ھوتے تھے ـ مثلاً ایک نبرہ (دندانہ) ,,ـٮـ '' ھی ب ت ث ن اور ی کے لئے استعمال ھوتا تھا ـ صرف چھ حروف ,, ا ک ل م و اور لا '' ایسے تھے جو اپنی صرف ایک ایک آواز رکھتے تھے ـ عرب کے لکھے پڑھے لوگ اپنے علمِ زبان کی بناء پر مختلف حروف کی مطلوبہ آواز پہچان کر پڑھ سکتے تھے مثلاً لفظ ,, حرب'' کو حسبِ موقع حرب (جنگ) ، حرث (کھیتی) ، جرب (خارش)، حزب (گروہ) یا خرب (ویرانہ) اسی طرح بآسانی پڑھ لیتے تھے جیسے ایک انگریزی دان حسب موقع G یا S یا H کی درست آواز جان لیتا ہے یا عبارت میں Lead اور Read کی قسم کے الفاظ کا مطلوبہ درست تلفظ سمجھ جاتا ہے ـ بلکہ ھمارے ھاں پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد تک بھی محکمہ مال کے ریکارڈ میں بے نقط کلمات اور وہ بھی بخط شکستہ (جس سے واقف ھونا انگریز آئی سی ایس کے لئے بھی ضروری ھوتا تھا) لکھنے اور پڑھنے کا رواج عام تھا ـ مگر پاکستانی شہزادے اس روایت کو برقرار نہ رکھ سکے ـ

۷ ـ عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں سرکاری اہتمام سے ,,اُمّ'' یا ماسٹر کاپی کے طور پر قرآن کریم کا ایک نسخہ تیار کیا گیا جسے ,, مصحف'' کا نام دیا گیا اور اس کے بعد سے لفظ مصحف بمعنی

نسخۂ قرآن استعمال ہونے لگا (۹) ۔ عہد عثمانی میں اسی ماسٹر کاپی (مصحف صدیقی) سے صحابہؓ کے ایک بورڈ کی زیر نگرانی (کم از کم) چھ مصاحف پر مشتمل ایک نیا قرآنی ایڈیشن تیار کیا گیا ۔ ان میں سے ایک مصحف حضرت عثمانؓ نے اپنی ذاتی نگرانی میں رکھا اور ایک ایک مصحف مکہ، مدینہ ، کوفہ ، بصرہ اور دمشق کی مرکزی مساجد میں پبلک کے استفادہ کے لئے رکھا گیا تاکہ لوگ ان نسخوں سے اپنے لئے ذاتی مصاحف تیار کرا سکیں ، کیونکہ اب یہی مصاحف باجماع صحابہؓ امت کے لئے صحت کتابت کا معیار قرار دئے گئے تھے ۔ ان مصاحف کی تیاری ایک معروف واقعہ ہے اور اس کی تفصیلات اس وقت موضوع بحث بھی نہیں ۔ البتہ ہمارے موضوع کی مناسبت سے ان مصاحف کے ضمن میں دو باتیں قابل ذکر ہیں :

★ **اولاً** یہ کہ ان مصاحف کی کتابت بھی عربی حروف کی ان اٹھارہ صورتوں کے ساتھ ہوئی تھی یعنی ان میں حرکات تو درکنار، مشابہ حروف کو متمیز کرنے کے لئے نقطے بھی نہیں لگائے گئے تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ عہد رسالت میں بلکہ قبل از ظہور اسلام بھی بعض حروف پر کبھی کبھار نقطے استعمال کر لئے جاتے تھے ۔ (۱۰) ۔ تاہم کاتبین مصاحف عثمانی نے ان نسخوں (مصاحف) میں حرفوں کو نقطوں سے بھی مطلقاً عاری رکھا ۔ اکثر اہل علم کے نزدیک یہ تجرید اور تعریہ عمداً اور دانستہ تھا اور اس سے کوئی حکمت اور مصلحت (مثلاً احتمال القراءتین) وابستہ تھی ۔ جب کہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ اس زمانے میں شائع عام طریقِ کتابت کا ایک مظہر تھا (۱۱) ۔ بہرحال وجہ جو بھی تھی یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ یہ مصاحف نقط اور اعجام سے معرّی تھے اور اسی لئے ہر ایک نسخہ کے ساتھ پڑھانے والا ایک مستند قاری معلم بھی بھیجا گیا تھا (۱۲) ۔

★ ثانیاً یہ کہ یہی مصاحفِ عثمانی اس وقت سے لے کر آج تک دنیا بھر میں موجود مصاحف (قرآنی نسخوں) کی اصل ہیں ۔ قرآن کریم کا ہر نسخہ بنیادی رسم الخط (SPELLING) کی حد تک ان مصاحف عثمانی میں سے کسی ایک ــ یا ان سے ہو بہو نقل کردہ کسی ایک نسخے کے عین مطابق ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے ۔ اسی کو رسم عثمانی کا التزام کہا جاتا ہے اور جو درحقیقت ,, رسم عہد نبوی " کا التزام ہے (۱۳) ۔

ان چھ نسخوں (مصاحف) میں سے کوئی اس وقت دنیا میں موجود ہے یا نہیں ۔ یہ ایک متنازعہ معاملہ ہے ۔ لیکن ان چھ نسخوں کی صوری کیفیات ، ان کی املائی خصوصیات اور بعض جزوی اختلافات کے بارے میں اتنے دقیق تقابلی ملاحظات تک کی اتنی تفصیلات ہم تک پہنچی ہیں کہ اگر آج کہیں ان نسخوں میں سے کسی ایک کی موجودگی کا دعوی کیا جائے (۱۴) تو اس کی صحت یا عدم صحت کو ان تفصیلات کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے ۔ کتابت مصاحف میں ان نسخوں کے رسم الخط اور طریق ہجاء سے کوئی ادنی سا اختلاف بھی اہل علم کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا ۔ (۱۵) ۔

۸ ۔ حضرت عثمانؓ کے ایڈیشن یعنی مصاحف کی تیاری کے قریباً چالیس سال بعد تک دنیائے اسلام میں قرآن کریم کی کتابت اسی طرح بغیر نقاط اور بغیر حرکات کے جاری رہی (۱۶) ۔ تاہم قرآن کریم کی تعلیم کے عہد رسالت سے ہی محض تحریر کی بجائے تلقی اور سماع پر مبنی ہونے کے باعث اس کی قراءت اور تلاوت عموماً درست ہی رہی ۔ بالکل ایسے ہی جیسے انگریزی میں PUT یا CUT اور FOOD یا FOOT کی قسم کے لفظوں میں تلفظ کا فرق معلم کی شفوی تعلیم پر منحصر ہے نہ کہ طریق املاء اور ہجاء پر ۔

۹ ۔ پہلی صدی ھجری کے نصف آخر تک لاکھوں غیر عرب بھی اسلام میں داخل ھو کر قرآن بلکه عربی زبان بھی سیکھ رھے تھے ۔ کسی زبان کی صرف قراءت کی تعلیم۔بلکه اس کا عام بول چال میں استعمال تک بھی ۔ کسی آدمی کو اھل زبان کی سی مہارت عطا نہیں کر سکتا ۔ عراق ، شام اور مصر اس وقت تک اگرچه بڑی حد تک عربی بولنے والے علاقے بن چکے تھے مگر عوام میں جہاں لحن کے ساتھ ۔ یعنی غلط سلط ۔ عربی بولنے کا رواج بڑھا وھاں ساتھ ھی قرآن کریم کی تلاوت میں بھی اس ,,غلط سلط عربی دانی،، کا مظاھرہ ھونے لگا ۔ آج بھی صرف دارجه یعنی عوامی زبان بولنے والے ناخواندہ عرب قرآن خوانی میں ایسی غلطیاں عام کر جاتے ھیں ۔

★ اس وقت اھل علم کے ساتھ خود بعض مسلمان حکمرانوں کو بھی اس کے تدارک کا خیال پیدا ھوا ۔ اپنی سیاسی خود غرضیوں یا گمراھیوں کے باوجود ابھی تک حکمران قرآن کریم کی درست قراءت کو نه صرف اپنے ایمان اور اسلام کا بلکه اپنے اھل زبان ھونے کا لازمه سمجھتے تھے ۔ اور قرآن کریم کا غلط پڑھنا نه صرف سخت گناہ بلکه عربی دانی کا عیب متصور ھوتا تھا ۔ زبان میں اس لحن (غلط استعمال) کے تدارک کی کوششوں کے نتیجه میں ایک طرف علم نحو وجود میں آیا اور دوسری طرف نقط مصاحف کا عمل ظہور میں آیا ۔

۱۰ ۔ باتفاقِ روایات ابوالاسود الدؤلی تابعین میں سے پہلے شخص ھیں ۔ جنھوں نے علم نحو کی بنیاد ڈالی اور ساتھ ھی قرآن مجید میں نقطوں کے ذریعے شکل (حرفوں کی آواز کو علامات کے ذریعے متعین کرنا) کے ایک نظام کی ابتدا کی (۱۷) ۔ ابو الاسود کے اس کام پر آمادہ ھونے کے محرکات کی مختلف روایات ھیں ۔ ایک روایت یه ہے که اس کا باعث ان کا عبید الله بن زیاد کا اتالیق

ھونا بنا ۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک موقع پر انہوں نے خود اپنی بیٹی کو غلط عربی بولتے سنا ۔ تیسری وجہ یہ ھوئی کہ کسی عدالت میں مدعی نے اپنا کیس بالکل غلط عربی میں پیش کیا۔چوتھی اور مشہور روایت، جس کا تعلق بھی براہ راست قرآن سے ہے یہ ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو سورۃ التوبۃ کی تیسری آیت میں لفظ ,,ورسولہ،، جر کے ساتھ پڑھتے سنا (۱۸) ۔ ممکن ہے یہ ساری وجوہ ھی درست ھوں ، جن کی بنا پر ابو الاسود نے نحو کے کچھ قواعد بھی مرتب کرنے کی ابتداء کی ۔ بیان ھوا ہے کہ انہوں نے تیس آدمیوں کا انٹرویو لینے کے بعد ایک نہایت درست لہجے اور صاف تلفظ والے سمجھدار پڑھے لکھے آدمی کا انتخاب کیا (۱۹) ایک مصحف دے کر اسے اپنے سامنے بٹھایا اور خود آھستہ آھستہ قرآن مجید پڑھنا شروع کیا ۔ شخص مذکور کو الفاظ کے تلفظ کے وقت قاری کے منہ، ھونٹوں اور زبان کی حرکات کے لئے حروف پر مختلف جگہ پر سرخ سیاھی سے ایک خاص انداز میں نقطے لگانے کی ھدایت کی ۔ ایک دن یا ایک مجلس میں کئے ھوئے کام پر وہ خود نظرثانی کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ پورے قرآن مجید پر ,,نقاط شکل ،، لگانے کا کام مکمل ھو گیا (۲۰)۔

★ ابو الاسود کے کام کا خلاصہ یہ ہے کہ :

۱ ۔ انہوں نے حرفوں کی آواز (حرکت) کو نقطوں سے ظاھر کیا ۔

۲ ۔ یہ نقطے قرآن کی کتابت میں استعمال شدہ (کالی) سیاھی سے مختلف رنگ میں لگائے گئے ۔ بالعموم ۔ یا کم از کم ابتداء میں ان علامتی نقطوں کے لئے سرخ رنگ ھی استعمال کیا گیا ۔

۳ ۔ زبر (فتحہ) کے لئے متعلقہ حرف کے اوپر ایک نقطہ ، زیر (کسرہ) کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ اور پیش (ضمہ) کے لئے حرف کے سامنے یعنی آگے بائیں طرف ایک نقطہ اور تنوین کے لئے دو دو نقطے مقرر کئے گئے ۔

★ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابو الاسود کو حرکات بذریعہ نقاط متعین کرنے کا خیال سریانی یا عبرانی زبان میں مستعمل طریقہ (حرکات بذریعہ نقاط) سے پیدا ہوا (۲۱) ۔ جب کہ بعض اس نظریہ کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے بلکہ اس عمل کو ابو الاسود کی ایجاد قرار دیتے ہیں (۲۲) ۔ بہرحال ابو الاسود نے ابتداءً صرف حرکات ثلاثہ اور تنوین کو ہی نقطوں سے ظاہر کیا (۲۳) ۔ (باقی علامات بعد کی ایجاد ہیں) کتابت مصاحف میں اصلاح یا تکمیل رسم عثمانی کے لئے علامات ضبط مقرر کرنے کی یہ **پہلی کوشش تھی** ۔ اور یہ علامات بھی تمام الفاظ کی بنائی حرکات کے لئے نہیں بلکہ زیادہ تر صرف اعرابی حرکات کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کی گئی تھیں اور اس لئے ہی اسے نَقْط الاعراب کہتے تھے (۲۴) ۔

۱۱ ۔ ابو الاسود کا یہ طریقہ بہت جلد کوفہ کے بعد بصرہ اور پھر مدینہ منورہ تک کے مصاحف میں استعمال ہونے لگا [خیال رہے کہ عموماً بڑے شہر ہی کتابتِ مصاحف کے مرکز رہے ہیں] اگرچہ نقطوں کے لئے مختلف شکل اور مختلف جگہ بھی استعمال ہونے لگی مثلاً کوئی نقطے کو گول رکھتا اور اس لئے اسے "النقط المدوّر" بھی کہتے تھے ۔ بعض نقطے کو مربع شکل میں لکھتے اور بعض اسے اندر سے خالی گول دائرہ (٥) ہی بنا دیتے (۲۵) ۔ مکہ مکرمہ میں ضمہ (پیش) کا نقطہ حرف کے (بائیں طرف سامنے کی بجائے) اوپر اور فتحہ (زبر) کا نقطہ حرف کے اوپر کی بجائے اس سے پہلے دائیں طرف لگانے کا رواج ہو گیا (۲۶) ۔

کتابت مصاحف میں علامات ضبط کا یہ پہلا تنوع تھا جس کی بنا پر عموماً یہ پتہ چل جاتا تھا کہ کسی مصحف کی کتابت کس شہر یا کس علاقے میں ہوئی ہے ۔

۱۲ ـ ابو الاسود کی اس ,, اصلاح،، کے باوجود ابھی تک یکساں صورت رکھنے والے حروف کی باھمی تمیز کے لئے کوئی تحریری علامت نہیں تھی اور ان کی درست قراءت کا انحصار تلقی و سماع پر ھی تھا (۲۷) ـ عبدالملک اموی کے زمانے میں جب عربی کو دفتری زبان بنا دیا گیا تو نہ صرف قرآن کریم بلکہ عام عربی تحریر کو بھی اس التباس سے بچانا ضروری معلوم ھوا ـ خلیفہ کی اس خواھش کو عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے یوں پورا کیا کہ اس کے حکم پر بصرہ کے علماء میں سے ابو الاسود ھی کے دو شاگردوں نصر بن عاصم اور یحیی بن یعمر نے عربی زبان کے اب تک رائج اٹھارہ حرفوں کو ان کی آوازوں کے مطابق اٹھائیس حرفوں میں بدلا ـ اور چھوٹے چھوٹے نقطوں کے ذریعے متشابہ حروف کو باھم متمیز کر دیا ـ خیال رھے کہ ان اٹھائیس حروف کے (ان کی آوازوں کے لحاظ سے) نام پہلے سے الگ الگ موجود تھے ـ صرف ان کی کتابت کی شکلیں اٹھارہ تھیں[مثلاً ,,ح،، کو ھی ج ح خ کہتے تھے ـ]حرفوں پر اس قسم کے نقطے لگانے کے عمل کو اعجام کہتے ھیں ـ حرکات اور اصوات کے لئے ، (دؤلی کے رائج کردہ) نقطوں کے برعکس، اعجام کے نقطے اسی سیاھی سے لگانے تجویز ھوئے جس سے اصل متن لکھا گیا ھو (۲۸) ـ کتابت مصاحف میں حروف کی باھم پہچان اور تمیز کے لئے یہ دوسری اصلاحی کوشش تھی ـ

۱۳ ـ ان دونوں قسم کے نقطوں میں فرق کرنے کے لئے الگ الگ اصطلاحات تھیں ـ پہلے (ابو الاسود والے) طریقے کو نقط الحرکات ، نقط الاعراب یا نقط الشکل کہتے تھے ـ جب کہ دوسری قسم (نصر اور یحیی کے طریقے پر حرفوں کے نقطے لگانے) کو نقط الاعجام کہتے تھے ـ کہا گیا ہے کہ نصر اور یحیی سے بہت پہلے ـــ بلکہ دور صحابہؓ یا شاید اس سے بھی پہلے نقط الاعجام موجود تھا ـ اس

نظریے کے موافق اور مخالف دلائل موجود ھیں (۲۹) ۔ تاھم یہ بات یقینی ہے کہ نقط الاعجام للتمییز بین الحروف المتشابھۃ کا استعمال اگر پہلے موجود بھی تھا تو بہت کم اور نادر ضرور تھا ۔ مصحف (قرآن مجید) کی کتابت مین اس نقط (الاعجام) کا استعمال یحیی اور نصر نے ھی بحکم حجاج شروع کیا ۔ اور حجاج نے اس مفید ,,اصلاح،، کے نفاذ کے لئے اپنی حکومت کی پوری مشینری اور اپنی ساری انتظامی صلاحیتوں کو صرف کیا (۳۰) ۔ اسی وجہ سے مؤرخین خط نقط اعجام کے اس طریقے کو ,,حجاج کا طریقہ،، کہتے ھیں جب کہ رنگدار نقاط برائے حرکات کے طریقے کو ,, ابوالاسود کا طریقہ ،، کہتے ھیں (۳۱) ۔

۱۴ ۔ اس فن کی کتابوں میں مختلف حرفوں کے لئے مختلف تعداد کے نقطے (ایک ، دو یا تین) اور ان کی جگہیں (اوپر یا نیچے) مقرر کرنے کی دلچسپ وجوہ اور اعجام کی مختلف صورتیں بھی بیان کی گئی ھیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے (۳۲) ۔ البتہ ایک اور بات جو خصوصاً قابل ذکر ہے ، اگرچہ اس کا تعلق براہ راست علامات ضبط سے نہیں ہے ، وہ یہ ہے کہ نصر اور یحیی نے حروف تہجی کی روایتی ابجد ھوز حطی والی عبرانی ترتیب بدل کر ان کو تقریباً یہ ترتیب دی جو اب تک ھمارے ھاں رائج ہے ۔ ترتیب میں یہ تبدیلی دراصل اس مقصد کے لئے عمل میں لائی گئی تھی تاکہ یکساں صورت والے حروف کو یکجا یکجا کر دیا جائے (۳۳) ۔

۱۵ ۔ ابو الاسود کے نقطوں کی طرح یحیی اور نصر یا حجاج کے نقاطِ حروف اور ترتیب تہجی بھی حجاز کے راستے مغرب میں بھی قدرے اختلاف یا تنوع کے ساتھ اختیار کر لئے گئے مثلاً مغرب میں ,,ف،، کے سرے کے نیچے ایک نقطہ ,,ڢ،، اور ,,ق،، کے اوپر ایک نقطہ ,,ڧ ،، اختیار کیا گیا (۳۴) ۔ وھاں کسی لفظ کے آخر پر واقع ھونے کی

صورت میں ف ق ن اور ی کو کسی قسم کے علامتی نقطوں کے بغیر لکھا جانے لگا ۔ اسی طرح اهل مغرب [خیال رہے اسلامی تاریخ میں مغرب سے مراد مصر کے علاوہ تمام افریقی ممالک اور اندلس ہوتے هیں ۔ آج کل صرف مراکش کو بھی مغرب کہہ لیتے هیں] کے هاں عربی کے حروف تہجی کی ترتیب بھی مختلف رائج هو گئی ۔ اهل مشرق [مصر اور تمام ایشیائی ممالک] میں تو یہ ترتیب یوں ہے ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن وہ (بعض جگه ہ و) اور ی ۔ اس کے برعکس مغرب میں رز کے بعد سے یہ ترتیب اختیار کی گئی ۔ ط ظ ک ل م ن ص ض ع غ ڢ ڧ س ش ہ و ی (۳۵)

۱٦ ۔ عباسی دور کے ابتدائی کئی برسوں ۔ بلکه تقریباً ایک صدی ۔ تک کتابت مصاحف کا یہی طریقه رائج رہا [یعنی حرکات بذریعه رنگدار نقاط ۔ اور حرفوں کے نقطے مقابلةً ان سے ذرا چھوٹے مگر کتابت متن والی سیاهی سے لکھنا] ۔ تاهم یه دو دو قسم کے نقطے لکھنے اور پڑھنے والے، هر دو، کے لئے صعوبت اور التباس کا سبب بنتے تھے اس لئے آهسته آهسته اعجام کے نقطے محض قلم کے قط کے برابر هلکی ترچھی لکیروں کی صورت میں ظاهر کئے جانے لگے (۳٦) البته جب عربی خط میں تحسین و جمال کے پہلو ظاهر هوئے اور مختلف حسین و جمیل اقلام (اقسام خط) ایجاد هوئے تو نقط اعجام کے لئے بھی، تحریر کے حسن و جمال اور حروف کے هندسی تناسب کو ملحوظ رکھتے هوئے، مناسب قط اور نقاط کی وضع اور شکل کے لئے بھی خوشخطی کے قواعد مقرر کر لئے گئے ۔

۱۷ ۔ دریں اثناء ابو الاسود اور یحیی و نصر کے تلامذه اور متبعین نے اس طریقے (نقط الاعراب) کو وسعت دیتے هوئے کچھ مزید علامات وضع کیں (اگرچه ان واضعین کے نام تاریخ نے محفوظ نہیں

رکھے) مثلاً ,,سکون،، کے لئے چھوٹی سی افقی (سرخ) لکیر باریک قلم سے حرف کے اوپر یا نیچے مگر اس سے الگ لگانے لگے (۳۷) ۔ اسی طرح ,,تشدید،، کے لئے حرف کے اوپر قوس کی افقی شکل (ں) کا نشان اختیار کیا گیا جس کے دونوں سرے اوپر اٹھے ہوتے تھے ۔ حرف منّون پر فتحہ (زبر) کی صورت میں سرخ نقطہ اس قوس کے اندر (ن) ۔ کسرہ (زیر) کے لئے نیچے (ب) اور ضمہ (پیش) کے لئے یہ نقطہ قوس کے دائیں سرے کے اوپر لگاتے (ںٓ) ۔ پھر کچھ عرصہ بعد علامت تشدید والی قوس (ں) پر حرف منّون کی حرکت کے لئے نقطہ لگانا ترک کر دیا گیا اور اس کی بجائے مشدد مفتوح حرف کی صورت میں ,,قوس تشدید،، حرف کے اوپر (ں) اور مکسور مشدد کے لئے حرف کے نیچے الٹی قوس (⌒) اور مشدد مضموم کے اوپر اوندھی شکل کی قوس (⌓) بنانے لگے (۳۸) ۔ اس کے بعد علامت تشدید کے طور پر صرف دال مقلوبہ (ے) بھی استعمال ہونے لگی (۳۹) ۔

۱۸ ۔ ابو الاسود ھی کے طریقِ نقط کے تتبع میں ,,ھمزۃ الوصل،، کے لئے زرد رنگ کا نقطہ اور ,,ھمزۃ القطع،، کے لئے سرخ رنگ کا نقطہ اور بعض دفعہ ھمزۃ الوصل کے لئے سبز رنگ کا نقطہ اور ھمزۃ القطع کے لئے زرد رنگ استعمال ھوتا تھا (۴۰) ان عـلامات کے استعمال میں بعض علاقائی ممیزات بھی ھوتے تھے مثلاً عراق اور شام میں ھمزہ کے لئے سرخ نقطہ (حرکات کی طرح) رائج تھا جب کہ مدینہ منورہ ، بصرہ اور بلادمغرب میں ھمزہ کے لئے زرد رنگ کے نقطہ کا رواج تھا ۔ اس فرق کی وجہ سے آج بھی ھم کسی قدیم مصحف کے علاقۂ کتابت یا زمانۂ کتابت کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ھیں (۴۱) ۔

۱۹ ۔ اسی طرح تجویدی ضرورتوں کے مطابق اخفاء ، اظھار ، ادغام ، اقلاب ، کتابت ھمزہ کی مختلف صورتوں ، ھمزہ اور الف یا دو ,,واؤ،، یا دو ,,یا،، کے اجتماع ، زائد حرف کی شناخت اور ,,لا،، میں

لام اور الف کی تعیین وغیرہ امور کے لئے علامات اور ان کے استعمال کے تفصیلی قواعد وجود میں آئے ۔ حتی کہ یہ نظامِ نَقْط قرآن کریم کی تمام تجویدی اور صوتی ضروریات کے لئے خود مکتفی ہو گیا ۔ اور اس کو ایک مخصوص فن بنا دیا گیا ، جس کی تفصیلات پر مستقل کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر ہم ابھی آگے چل کر کریں گے ۔ یہ بات یاد رہے کہ ابو الاسود یا ان کے متبعین کی وضع کردہ علاماتِ ضبط ہمیشہ متن کی سیاہی سے مختلف رنگ (عموماً سرخ) میں لکھی جاتی تھیں ۔ نیز یہ نظامِ نقط زیادہ تر صرف کتابتِ مصاحف میں استعمال ہوتا تھا۔ (۴۲) اور الدانی کی بعض تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالعموم کاتبِ متن ایک شخص ہوتا تھا اور ناقط دوسرا شخص ہوتا تھا ۔ اگرچہ بعض دفعہ کاتب اور ناقط ایک ہی شخص بھی ہوتا تھا ۔ (۴۳) اب بھی دنیا میں اس طریق نقط و شکل کے مطابق لکھے ہوئے مصاحف کی خاصی تعداد مختلف جگہوں پر محفوظ ہے اور اگرچہ اصل تک تو بہت کم آدمیوں کی رسائی ہو سکتی ہے تاہم عصر حاضر کی طباعتی سہولتوں کی بنا پر اس قسم کے مصاحف سے رنگدار نمونے مطبوعہ شکل میں مختلف کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں اور ان کے ذریعے نقط حرکات اور نقط اعجام کے قواعد کی عملی تطبیقات کو سمجھا جا سکتا ہے (۴۴) ۔

۲۰ ۔ نقاط کی مشابہت سے پیدا ہونے والے التباس کے امکان کو کم کرنے کے لئے اور کتابت میں بیک وقت متعدد سیاہیوں کے استعمال کی صعوبت سے بچنے کے لئے ایک اَوْر اصلاح کی ضرورت محسوس ہونے لگی (۴۵) ۔ مشہور نحوی اور واضعِ علم العروض الخلیل بن احمد الفراہیدی (م ۱۷۰ھ) نے وقت کی اس ضرورت کو نئی علاماتِ ضبط ایجاد کرکے پورا کیا (۴۶) اور یہی وہ علامات ضبط ہیں جو کم و بیش آج بھی ہر جگہ نہ صرف کتابت مصاحف میں بلکہ

کسی بھی مشکول عربی عبارت کے لئے استعمال ھوتی ھیں ۔

۲۱ ۔ الخلیل نے نقطِ اعجام کو متن کی سیاھی سے لکھنا اسی طرح برقرار رکھا بلکہ اس نے حرفوں کے نقطوں کی تعداد اور ان کی جگہ کے تعین کے اسباب و علل بھی بیان کئے (۳۷) البتہ اس نے الشکل بالنقاط کی بجائے الشکل بالحرکات کا طریقہ ایجاد کیا ۔ یعنی فتحہ (زبر)کیلئےحرف کے اوپر ایک ترچھی لکیر (ـَ) ، کسرہ (زیر) کے لئے حرف کے نیچے ایک ترچھی لکیر(ـِ) اور ضمہ (پیش) کے لئے حرف کے اوپر ایک مخفف سی واؤ کی شکل(ـُ)لگانا تجویز کیا اور تنوین کے لئے ایک کی بجائے دو دو حرکات (ـً ، ـٍ ، ـٌ) مقرر کیں

★ ان حرکات ثلاثہ کے علاوہ الخلیل نے پانچ نئی علامات ضبط ایجاد کیں یا ان کے لئے (حرکاتِ ثلاثہ کی طرح) ایک نئی صورت وضع کی ۔ الخلیل کی علامات دراصل حرکت کی صوتی مناسبت سے کسی باریک سے حرف یا علامت کے نام یا اس کے کسی حصے کی مخفف شکل تھیں ۔ گویا ھر علامتِ ضبط اپنے مدلول پر دلالت کرتی تھی ۔ (ابو الاسود والے طریقے میں دال اور مدلول میں ایسی کوئی مناسبت نہیں تھی) مثلاً الخلیل نے فتحہ کیلئے ,,الف صغیرہ مبطوحہ،، (چھوٹا سا ترچھا الف) ۔ کسرہ کے لئے”یاء کا مخفف سرا،، (ـَ) اور ضمہ کے لئے ,, واؤ کی مخفف صورت“اختیار کی (۳۸) ۔ اسی طرح اس نے سکون کے لئے حرف ساکن کے اوپر ,,ہ،، یا ,,ح،، کی علامت وضع کی جو لفظ ,,جزم ،، کے ج یا م کے سرے کا مخفف نشان ہے ۔ شدّہ یا تشدید کے لئے اس نے حرف مشدد کے اوپر ,,سہ،، لگانا تجویز کیا جو ,,ش،، کے سرے سے ماخوذ ہے ۔ مدہ یا تمدید کے لئے حرف ممدود کے اوپر ,,مہ،، کی علامت اختیار کی جو دراصل خود لفظ ,,مد،، ھی کی دوسری یا مخفف شکل ہے ۔ اسی طرح ,,همزة الوصل ،، کے لئے الف کے اوپر

,,ص » یعنی ,,صله» کے "ص" کی ایک صورت اور همزة القطع کے لئے ,,ء» کی علامت وضع کی جو حرف عین (ع) کے سرے سے ماخوذ ہے (۴۹) کہتے ہیں که الخلیل نے ,,رَوم» اور اشمام» کے لئے بھی علامات وضع کی تھیں (۵۰)۔

۲۲ ۔ الخلیل کی ایجاد کردہ علامات کی سب سے بڑی خوبی یه تھی که اس میں کتابت کے لئے دو سیاھیاں استعمال کرنا لازمی نه تھا بلکه متن (قرآن) اور علاماتِ ضبط سب ایک ھی سیاھی سے لکھے جانے لگے ۔ اس سے کتابت میں صعوبت اور قراءت میں التباس کے امکانات کم تر ہو گئے اس لئے یه طریقه بہت جلد مقبول ہو گیا ۔ آج کل دنیا بھر میں کتابت مصاحف کے لئے علاماتِ ضبط کا یہی طریقه رائج ہے ۔ البته ضرورةً ۔ اور بعض جگه رواجاً۔اس میں مزید اصلاحات اور ترمیمات کا عمل جاری رہا ۔ مثلاً افریقی ممالک کے مصاحف میں اور برصغیر یا وسط ایشیا کے خط بہار میں لکھے ہوئے مصاحف میں یه حرکات ترچھی ڈالنے کی بجائے بالکل افقی ڈالی جاتی ہیں ۔ چین میں تشدید ,,ــّـ» کی بجائے "س" کے سرے کے دو دندانے لکھ کر آخر میں ذرا کھینچ دیتے ہیں ,,ســ» اسی طرح ضمه کی شکلیں بھی بعض ممالک میں مختلف ہوتی ہیں مثلاً [۹ ۹ ۹] وغیرہ ۔ مگر یه سب الخلیل ھی کے طریقے کا تتبع یا تنوع ہے ۔ الخلیل کی وضع کردہ علاماتِ ضبط ، کتابت مصاحف میں علامات ضبط کی اصلاح یا تکمیل کی تیسری کوشش تھی جو ایک بڑے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے (۵۱) ۔

۲۳ ۔ جب الخلیل بن احمد الفراهیدی نے دوسری صدی ہجری کے اواخر میں علامات ضبط کا یه نیا طریقه وضع کیا ، تو اس وقت تک ابو الاسود کا ایجاد کردہ طریقۂ نقاط (نُقَط) کتابتِ مصاحف کے لئے پوری دنیائے اسلام کے مغربی اور مشرقی تمام حصوں میں استعمال

هو رہا تھا ـ بلکه اس میں مزید اصلاحات اور نئی نئی علامات کی ایجاد سے یه طریقه زیادہ مکمل اور قرآن کریم کی قراءت اور تجوید کی بہت سی ضرورتوں اور نطقی و صوتی تقاضوں کے لئے کافی و مکتفی بن چکا تھا ـ اس لئے شروع میں کافی عرصه تک لوگ کتابت مصاحف کے لئے الخلیل کے طریقے کی بجائے ابو الاسود والے طریق نقط کا استعمال ھی جائز سمجھتے تھے ـ الخلیل کا طریقه کافی عرصه تک صرف کتبِ شعر اور دیگر غیر قرآنی عربی عبارات میں استعمال ہوتا تھا ـ بلکه اسی وجه سے اور ,, شکل المصحف ،، کے طریقۂِ نقط سے ممتاز کرنے کے لئے اسے ,, شکل الشعر ،، (یعنی شعروں میں حرکات لگانے کا طریقه) بھی کہتے تھے ـ دونوں قسم کے ,,شَکْل،، کی صوری خصوصیات کی بنا پر ابو الاسود والے طریقے کو ,,الشکل المدور،، اور مؤخر الذکر کو ,, الشکل المستطیل ،، بھی کہتے تھے ـ

★

مغرب (یعنی سپین اور افریقی ممالک) میں تو کتابتِ مصاحف کے لئے علامات ضبط کے طور پر ابو الاسود کے طریقِ نقط کو ایک قسم کی تقدیس کا درجه حاصل ھو گیا تھا ـ ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی (م ۴۴۴ھـ) ، جو رسم عثمانی اور علامات ضبط بذریعه ,, النقط المدور،، کے بہت بڑے عالم تھے ، اور ان فنون میں انہوں نے یادگار تصانیف چھوڑی ھیں ـ وہ اپنی کتاب ,, المحکم فی نقط المصاحف ،، میں الخلیل کے طریقے کے کتابتِ مصاحف میں استعمال کو ,, بدعت ،، اور ابو الاسود والے طریقے کو ,, طریقِ سلف،، قرار دیتے ھیں ـ اور بڑی دلیل ان کی یه ہے که یه طریقه (یعنی نقط) ایک تابعی بزرگ (ابوالاسود) نے شروع کیا تھا اور انہوں نے کتابتِ علامت کے لئے اپنے منتخب کاتب سے ,, فَانْقُطْ ،، اور ,, اِجْعَلْ نُقْطَةً،، (یعنی میری ہدایت کے مطابق ـ نقطے لگاؤ) کے الفاظ کہے تھے (۵۲) ـ

★ یہی وجہ تھی کہ مغرب میں نَقْطِ مصاحف کا یہ پہلا طریقہ بلاد مشرق کے مقابلے پر زیادہ عرصے تک رائج رہا بلکہ صفدی کے بیان کے مطابق اب تک بھی بلاد مغرب میں کہیں کہیں یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے (۵۳) ۔ اور بعد میں جب الخلیل کا طریقہ وہاں بھی رائج ہو گیا ، تب بھی کتابتِ مصاحف میں کئی علامات ۔ حتی کہ دور طباعت میں بھی ۔ ابو الاسود کے طریقِ نَقط والی ہی برقرار رہیں ۔ تونس ، نائیجریا، غانا، مراکش ، اور سوڈان کے مصاحف میں اسے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے ۔ البتہ متشابہ حروف کو متمیز کرنے کے لئے حجاج ۔ یا یحیی اور نصر ۔ والے طریقۂ نقط الاعجام کو وہاں بھی شروع ہی میں اختیار کر لیا گیا تھا ۔ اور اس فرق کی وجہ بھی غالباً یہ بنی کہ پہلی دو اصلاحات (ابو الاسود اور یحیی و نصر کا عمل) کے درمیان مدت کم تھی مگر الخلیل کا طریقہ اس سے قریباً سو سال بعد ایجاد ہوا ۔ اس لئے اب وہ ,, سلف صالحین،، کے طریقے کے خلاف معلوم ہونے لگا ۔ اور اس نقط اعجام اور جدید ترتیب الضبائی میں بھی اہل مغرب کی کچھ ایسی خصوصیات ہیں ، جن کا ذکر ہم ابھی کر آئے ہیں ۔

۲۴ ۔ تعلیمی اور تدریسی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے الخلیل کا طریقہ یقیناً بہتر تھا ۔ اور ایک سیاہی کے استعمال کے باعث اس میں ایک سہولت بھی تھی ۔ اس لئے بہت جلد یہ کتابت مصاحف میں بھی استعمال کیا جانے لگا ۔ عالمِ اسلام کے مشرقی حصے میں تو اس نے مکمل طور پر ابو الاسود اور ان کے متبعین کے طریقِ نقط کی جگہ لے لی ۔ خصوصاً خط نسخ کی ایجاد اور کتابتِ مصاحف میں اس کے استعمال کے بعد سے تو الخلیل کے طریقے کو ہی قبول عام حاصل ہوا ۔ علاماتِ ضبط بذریعہ نقاط کا طریقہ خطِ کوفی [جو کتابت مصاحف میں مستعمل خطِ جمیل کی پہلی صورت تھی]

کے لئے تو زیادہ موزون تھا ۔ اس لئے کہ خطِ کوفی اکثر وبیشتر جلی قلم سے لکھا جاتا تھا ۔ خطِ نسخ میں بالعموم نسبتاً باریک قلم استعمال ہوتا تھا ۔ اور اس کے لئے نقط بذریعہ حرکات کا طریقہ ہی زیادہ موزوں تھا ۔ اور شاید یہ بھی ایک وجہ تھی کہ آہستہ آہستہ اس کا رواج بلادِ مغرب میں بھی ہو گیا ۔ مشرق اور مغرب میں ساتویں صدی ھجری تک (کے لکھے ہوئے) بعض ایسے مصاحف نظر آتے ہیں ، جن میں علاماتِ ضبط بعض دفعہ دونوں طریقوں سے (ملی جلی) بھی استعمال کی گئی ہیں اور بعض علماء ضبط سے اس کی اجازت بھی ثابت ہے (۵۴) ۔

۲۵ ۔ ابھی یہ بتایا جا چکا ہے کہ نقاط کے ذریعے شکل المصاحف کا طریقہ طویل استعمال اور قریباً تین صدیوں کی اصلاحات کی وجہ سے قراءت اور تجوید کی اکثر و بیشتر ضروریات کے لئے زیادہ موزوں اور مکمل و مکتفی ,,نظام ضبط،، بن چکا تھا ۔ بلکہ اس دوران قراءات سبعہ کی تدوین بھی عمل میں آ گئی اور نقط و شکل کا یہ طریقہ مختلف روایات مثلاً حفص، قالون، ورش اور الدوری وغیرہ کی مختص نطقی اور صوتی کیفیات کی رعایت کے لئے بھی موزوں کر لیا گیا تھا (۵۵) اس لئے الخلیل کے طریقے کے متبعین نے بھی اس قسم کی تمام ضروریات کے لئے نقط المصاحف کے (اس سابقہ طریقے کے) اصول اور قواعد کو ہی اپنا رہنما بنایا ۔ مثلاً پرانے طریقے کے مطابق ,,اظہار،، کے لئے تنوینِ رفع و نصب کی صورت میں حرف منّون کے اوپر ۔ اور تنوینِ جر کے لئے حرف کے نیچے ۔ دو متراکب (اوپر نیچے) نقطے (:) لگائے جاتے تھے اور ,,اخفاء،، کے لئے اسی طرح حرف کے اوپر یا نیچے دو متتابع (آگے پیچھے) نقطے (..) لگائے جاتے تھے (۵۶) ۔ نقط بالحرکات کی صورت میں اظہار کے لئے کتابت تنوین (مکرر حرکات) کی یہ شکل اختیار کی گئی (ـًـٍـٌ) اسے اصطلاح میں ترکیب کہتے

هیں ۔ اور اخفاء کے لئے اس سے مختلف صورت لے لی گئی (ﻤﺤﻤﻮﺗ) اور اسے اصطلاح میں اتباع کہتے ہیں (۵۷) ۔ اسی طرح ادغام، اقلاب، امالہ وغیرہ کے لئے نقُط کے پرانے طریقے کو ضرورت کے مطابق ڈھال لیا گیا ۔ مثلاً پہلے نون ساکنہ ما قبل با (ب) کے اقلاب بمیم کے لئے"ن" کو علامت سکون سے اور"ب" کو علامت تشدید سے معریٰ رکھتے تھے یا"ن" پر سرخ سیاہی سے چھوٹی سی میم (م) بنا دیتے تھے ۔ نقط بالحرکات میں اسی دوسرے طریقے کو اپنا لیا گیا (۵۸) ۔

۲٦ ۔ اس طرح مجموعی طور پر بلاد مغرب اور بلاد مشرق میں مختلف قسم کی علامات ضبط رائج ہو گئیں ۔ مگر اس تنوع سے صحتِ قراءت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۔ ہر علاقے کے لوگ اپنے ہاں کی رائج علامات ضبط سے واقف ہوتے ہیں ۔ اس لئے کہ بچپن سے ہی سب اسی مخصوص طریق ضبط کے مطابق قرآن مجید پڑھنا سیکھتے ہیں ۔ البتہ ایک علاقے کے لوگوں کو دوسرے علاقوں کے مصاحف سے تلاوت کرنے میں ضرور دقت پیش آ سکتی ہے ۔ اگرچہ قراء اور حفّاظ کے لئے یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ عرب اور افریقی ممالک میں علامات ضبط کی ان اصلاحات میں عموماً عربی زبان کے قواعد (صرف و نحو) کو زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہے ۔ جب کہ بلاد مشرق میں زیادہ تر صوت اور تلفظ کی ضروریات کو پیش نظر رکھا گیا ہے ۔

علم الضبط کی تدوین :

۲۷ ۔ علم الضبط ایک عملی فن تھا اور مصاحف کے کاتب اور ناقط عموماً اس کی عملی تطبیقات سے واقف ہوتے تھے ۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ کاتب (خوشنویس) حضرات میں سے کم ہی اہل علم ہوتے ہیں ۔ اس لئے اس فن کے علماء نے ابتدائی دور سے ہی کُتّابِ مصاحف کی رہنمائی کے لئے رسم ، ضبط اور وقف و وصل وغیرہ کے اصول و قواعد پر مستقل تالیفات تیار کرنا شروع کر دی تھیں ۔ بہت

سے دوسرے اسلامی علوم کی طرح علم الضبط میں بھی تالیف کی ابتداء ,, نَقْط و شَکْل ،، پر چھوٹے رسالوں یا کتابچوں سے ہوئی ۔ آہستہ آہستہ محض علامات اور رموز کے بیان کے علاوہ فن کی مختصر تاریخ اور اُس کے اصول و قواعد کے ساتھ ان کے علل و اسباب اور بعض دیگر مباحث کا بیان بھی ساتھ شامل کیا جانے لگا [مثلاً یہ بحث کہ کیا ایک ہی مصحف میں مختلف قراءات کے لئے الگ لگ علاماتِ ضبط اور مختلف رنگوں سے لگانا درست ہے ؟ کیا ہر ایک حرف کو ,, مضبوط،، کرنا ضروری ہے یا صرف التباس سے بچنے والے مقامات پر ہی علاماتِ ضبط لگانی چاہئیں وغیرہ] اس طرح اس فن کی جامع تالیفات وجود میں آئیں ۔

۲۸ ۔ قواعدِ نقط و شکل (علم الضبط) پر سب سے پہلی تالیف کے طور پر ابو الاسود کی طرف منسوب ایک ,, مختصر،، (رسالہ) کا ذکر کیا جاتا ہے (۵۹) ۔ لیکن غالباً یہ رسالہ قواعدِ نقط کی بجائے قواعدِ نحو کے بارے میں تھا جو کل چار اوراق پر مشتمل تھا (۶۰) ابن الندیم نے ,, الکتب المؤلفة فی النقط والشکل للقرآن،، کے تحت صرف چھ اشخاص کی کتابوں کا ذکر کیا ہے یعنی الخلیل (م۱۷۰ھ) ، محمد بن عیسی الاصفہانی (م۲۵۳ھ)، یزیدی (م۲۰۲ھ) ابن الانباری (م ۳۲۷ھ) ابو حاتم سجستانی (م۲۵۵ھ) اور دینوری (م۲۸۲ ھ) (۶۱) ۔ الدانی کی المحکم فی نقط المصاحف کے محقق ڈاکٹر عزة حسن نے ان چھ کے علاوہ دس مزید علماءِ ضبط کا ذکر کیا ہے جن میں سے، بلحاظ ترتیب زمانی، آخری نام علی بن عیسی الرمانی (م ۳۸۱ھ) کا ہے ۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان میں سے کسی کی تالیف ہم تک نہیں پہنچی ہے (۶۲) البتہ بعد میں آنے والی کتابوں میں ان تالیفات کے اقتباسات ملتے ہیں ۔ المحکم میں الدانی

(م۴۴۴ھ) نے بعض ایسے لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جنھوں نے اس فن میں شاید کوئی تالیف تو نہیں چھوڑی۔ مگر وہ اپنے زمانے کے یا اپنے علاقے کے مشاہیر ناقطینِ مصاحف میں سے تھے (٦٣) ۔

۲۹ ۔ اس فن کی جو تالیفات ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے اہم اور جامع تصنیف ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی کی المحکم فی نقط المصاحف ہے [جو دمشق سے ١٩٦٠ء میں ڈاکٹر عزۃ حسن کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے]۔ اسی موضوع پر الدانی کی ایک مختصر ,, کتاب النقط والشکل ،، بھی ہے جو ,,المحکم ،، سے پہلے کی تصنیف ہے اور جو اس کی علم الرسم پر مشہور کتاب ,,المقنع،، کے ساتھ دمشق سے ہی ۱۹۴۰ء میں شائع ہوئی تھی ۔ غالباً اس موضوع پر الدانی کی ایک تیسری تالیف (التنبیه علی النقط والشکل) بھی تھی (٦٣) ۔

الدانی کے بعد اس موضوع پر اہم تالیف الخراز (م ۷۱۸ھ) کا ۱۴۵ ابیات پر مشتمل ایک ارجوزہ ہے جس کا عنوان ,, ضبط الخراز،، ہے اور یه خراز کی علم الرسم پر مشہور کتاب مورد الظمآن کا تتمه ہے ، خراز کے اس ارجوزے کی شرحوں میں سے مشہور شرح التنسی (م۸۹۹ھ) کی ''الطراز فی شرح ضبط الخراز'' ہے (٦٥) ۔ یه کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی ۔ البته اس کے مخطوط نسخے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں ۔ اس کتاب میں بنیادی طور پر الخلیل ہی کے طریقے کا اتباع کیا گیا ہے۔

۳۰ ۔ ان مستقل تالیفات کے علاوہ بعض کتابوں میں ضمناً اور جزوی طور پر نقط و شکل کے قواعد سے بھی بحث کی گئی ہے۔ مثلاً ابن ابی داوود کی کتاب المصاحف میں ایک فصل ,, کیف تنقط المصاحف،، میں ابو حاتم سجستانی کی اس موضوع پر کتاب کے

خاصے حصے نقل کئے گئے ھیں (۶۶) دیگر مطبوعہ کتابوں میں سے ابن درستویہ (م۳۴۶ھ) کی ,, کتاب الکتاب،، میں اعجام اور شکل پر کچھ فصول ھیں (۶۷) ۔ قلقشندی کی صبح الاعشی کی تیسری جلد میں بھی نقط اور شکل کے بارے میں عمدہ معلومات ملتی ھیں ۔ علم الرسم پر لکھی گئی اب تک غیر مطبوعہ کتابوں میں سے بھی بعض کے آخر میں علم الضبط پر بات کی گئی ہے۔

۳۱ ۔ علم الضبط کے اصول و قواعد پر مشتمل جن کتابوں یا بعض فصول کا اوپر ذکر ھوا ہے۔ ان میں وہ کتابیں بھی ھیں جو ابوالاسود اور ان کے متبعین کے نظامِ نقط و شکل سے بحث کرتی ھیں اور کچھ وہ بھی ھیں جو الخلیل کے طریقے پر مبنی ھیں ۔ لیکن بہرحال ان سب میں بیان کردہ قواعد کا اطلاق قلمی مصاحف پر ھوتا تھا ۔ کیونکہ ان میں رسم اور ضبط کی بہت سی علامات اور رموز متن کی سیاھی کی بجائے مختلف رنگوں (مثلاً سرخ، سبز اور زرد) میں لکھی جاتی تھیں (۶۹) ۔ دور طباعت میں رنگوں کا یہ تنوع برقرار رکھنا دشوار تھا ۔ اس لئے طباعت کے تقاضوں کے مطابق بعض علاماتِ رسم و ضبط کو تبدیل کرنا پڑا ۔ ان جدید قواعد کے لئے ضبطِ مصاحف پر کچھ نئی تالیفات بھی وجود میں آئیں ۔ ان میں سے الشیخ محمد علی الضباع کی ,, سمیر الطالبین ،، ، الشیخ احمد ابو ذیتحار کی ,,السبیل الی ضبط کلمات التنزیل،، اور الشیخ محمد سالم محیسن کی ,, ارشاد الطالبین الی ضبط الکتاب المبین ،، قابل ذکر ھیں ۔

۳۲ ۔ اس کے علاوہ دور طباعت میں مصاحف کے آخر پر ایک معلوماتی ضمیمہ ,, التعریف بھذا المصحف،، کے عنوان سے شامل کرنے کا رواج ھو گیا ہے۔ جس میں مصحف کے اندر استعمال کردہ طریقِ رسم و ضبط کی بھی وضاحت کی جاتی ہے۔

۱ ـ اس قسم کے ضمیموں میں سے مشہور اور اولین وہ ضمیمہ ہے جو ۱۳۴۲ھـ/۱۹۲۳ء میں مصر سے چھپنے والے ,,مصحف الملک،، یا نسخۂ امیریہ کے ساتھ شائع ہوا تھا ـ اس کے بعد سے متعدد مصاحف کے ساتھ اس قسم کے معلوماتی ضمیمے شائع ہو چکے ھیں ـ ان میں سے حسب ذیل مصاحف کے ,, تعریفی ضمیمے ،، ھمارے موضوع یعنی علامات ضبط کے سلسلے میں قابل ذکر ھیں ـ

۲ ـ (مذکورہ بالا مصحف الملک کے بعد) ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء میں قاھرہ سے ھی ,, مصحف مصطفی الحلبی ،، کے نام سے ایک نسخۂ قرآن شائع ھوا جس کے آخر پر بیان کردہ ,, اصطلاحات الضبط،، اس لحاظ سے قابل ذکر ھیں کہ ان میں بعض نئی علاماتِ ضبط بالکل پہلی دفعہ بیان ھوئی ھیں اور بعض ایسی علاماتِ ضبط اختیار کر لی گئی ھیں جو مصر اور عرب ملکوں میں رائج نہیں ـ مگر مشرقی اسلامی ملکوں خصوصاً برصغیر میں رائج ھیں (۷۰) ـ

۳ ـ حکومت شام کے زیر اہتمام ۱۳۹۲ھـ/۱۹۷۲ء میں شائع ہونے والا مصحف ، جس کے آخر پر جداول کی شکل میں اصطلاحات الضبط کا مختصر مگر جامع بیان موجود ہے (۷۱) ـ

۴ ـ اسی سال (۱۳۹۲ھـ) پیکجز لمیٹڈ، لاھور نے ,, تجویدی قرآن مجید ،، شائع کیا ـ اس کے ساتھ بھی مولوی ظفر اقبال صاحب مرحوم کا مرتب کردہ قریباً بیس صفحات کا ایک مقدمہ شامل ہے ـ اس میں انہوں نے مصحف میں مستعمل علامات ضبط کی تفصیل دی ہے ـ ان میں سے بعض علامات مصحفِ حکومتِ مصر (مصحف الملک) سے اور بعض مصحفِ مصطفی الحلبی سے قدرے ترمیم کے ساتھ ماخوذ ھیں اور بعض بالکل نئی علامات

هیں جو مولوی صاحب کی ہی وضع کردہ هیں مثلاً اسم جلالۃ کے ,,ل،، اور حرف ,,ر،، کی ترقیق یا تفخیم کی علامات جو اس سے پہلے کسی مصحف میں استعمال نہیں ہوئیں۔پاکستانی مصاحف میں سے یہ واحد مصحف ہے جس میں نہ صرف رسمِ عثمانی کی پابندی کی گئی ہے بلکہ مصحف میں مستعمل علاماتِ ضبط کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

۵ ۔ ۱۳۹۸ھ /۱۹۷۸ء میں سوڈان سے ایک مصحف بروایۃ الدوری عن ابی عمرو البصری اور بکتابتِ محمود ابو زید، حکومت سوڈان کے اہتمام سے شائع ہوا۔ اس کے آخر پر ۱۸ صفحات کا ایک ,, تعریفی ضمیمہ،، ہے جس میں سے دس صفحات علامات و اصطلاحاتِ ضبط سے متعلق ہیں ۔ اس مصحف کے ساتھ حکومت سوڈان نے ایک کتابچہ بعنوان ,, کتابۃ المصحف الشریف،، بھی شائع کیا تھا جس میں اس مصحف کی تیاری کی ساری کہانی بیان کی گئی ہے۔ اس کتابچہ میں علاماتِ ضبط (خصوصاً صلہ ، امالہ، تسہیل الھمزہ اور اختلاس جو روایۃ دوری میں متداول ہیں) سے متعلق بحث ، کچھ تجاویز اور ان پر تنقید وغیرہ کا دلچسپ اور معلومات افزاء بلکہ فکر انگیز بیان موجود ہے (۷۲)۔

٦و ۷۔ تونس سے بروایۃ قالون عن نافع دو مصاحف حال ہی میں شائع ہوئے ہیں ۔ ایک ۱۴۰۱ ھ /۱۹۸۱ء میں عبدالعزیز الخماسی کی کتابت کے ساتھ(ناشر مؤسسات عبدالکریم بن عبداللہ)، دوسرا ۱۴۰۳ ھ /۱۹۸۳ء میں الحاج زهیر کی کتابت کے ساتھ(ناشر الدار التونسیۃ)۔ ان ہر دو مصاحف کے آخر پر دس اور بارہ صفحات پر مشتمل معلومات افزاء ,,ضمیمۃ التعریف،، شامل ہیں ۔

۸ ـ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء میں سعودی حکومت کے زیر اهتمام ایک ایڈیشن بعنوان ,, مصحف المدینه النبویة ،، شائع هوا ہے۔ یوں تو یه نسخه هر لحاظ سے دمشق سے الدار الشامیه کے زیر اهتمام بکتابتِ عثمان طه شائع هونے والے نسخے کی نقل ہے۔ مگر اس کے آخر پر دس صفحات کا ایک ,,ضمیمة التعریف،، بھی شامل ہے جس میں مصری نسخے کے ضمیمے پر کچھ اضافے بھی هیں

۹ ـ حکومت لیبیا کے زیر اهتمام ابھی پچھلے سال (۱۴۰٦ھ /۱۹۸٦ء) [یه سال هجری هم نے لکھا ہے۔ لیبی حکومت نےسنة هجریة کا استعمال ترک کر دیا ہے] ایک نسخۂ قرآن ,, مصحف الجماهیریه ،، کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ یه نسخه بھی روایت قالون عن نافع پر مبنی ہے اور اس کی کتابت ابوبکر الساسی نے کی ہے۔ اس مصحف کے آخر پر قریباً پندره صفحات پر مشتمل ایک ضمیمة التعریف،، شامل ہے۔ اس ضمیمه سے علامات ضبط کے بارے میں کچھ نئی اور دلچسپ معلومات حاصل هوتی هیں جو دوسرے مصاحف کے اس قسم کے ضمیموں میں نهیں پائی جاتیں۔(۴۲)

۳۳ ـ علم الضبط کی کتابوں اور مصاحف کے ساتھ شامل تعارفی ضمیموں کے علاوه ، کتابت مصاحف میں علامات ضبط کے تنوع اور اس فن کے اصول و قواعد کی عملی تطبیقات سے آگاهی حاصل کرنے کا تیسرا بڑا ذریعه مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں لکھے گئے وه قلمی مصاحف بھی هیں جو دنیا بھر کے پبلک اور پرائیویٹ ذخیروں میں اب بھی بکثرت موجود هیں ـ اگرچهَ ان تک رسائی اور تقابلی مطالعه کے لئے ان کا حصول کار دشوار ہے(۴۳) ـ البته ان میں سے بعض کے نمونے رنگدار طباعت کے ذریعے بعض کتابوں میں

یا دوسری صورتوں میں دستیاب ھیں ۔ اور اھل ذوق ان سے استفادہ کر سکتے ھیں ۔ (۵) ۔ سادہ فوٹو طباعت میں بھی (یعنی سفید وسیاہ میں بھی) بعض نمونے ملتے ھیں ۔ مگر ان سے رنگدار علاماتِ ضبط کے استعمال کی کیفیت معلوم نہیں کی جا سکتی ۔

علامات ضبط کا اجمالی بیان :

۳۴ ۔ اس فن کی کتابوں کے مطالعہ سے اور مختلف ملکوں اور زمانوں کے قلمی اور مطبوعہ مصاحف (٦) کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ کتابت مصاحف میں حروف کی نطقی کیفیت کو متعین کرنے کے لئے بنیادی مواقعِ ضبط (جہاں کسی علامت کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے) پانچ ھیں یعنی حرکتَ ، سکوںَ ، شدّ ، مدّ اور تنوین ۔ مگر علم قـراءت و تجوید کے تقاضوں کے پیش نظر ان بنیادی پانـچ مواقع میں سے ہر ایک کے متعلق کچھ مزید نطقی کیفیات کو ضبط کرنے کی ضرورت درپیش آتی ہے ۔ مثلاً حرکتؑ سے حرکات ثلاثہ قصیرہ(ـَ،ـِ،ـُ) اور ان کی بعض خاص نطقی کیفیات مثلاً اشمام ، رَوم ، اختلاس، امالہ یا بعض خاص حروف کی ترقیق یا تفخیم کے مسائل پیدا ہوتے ھیں ۔ سکونؑ کی صورت میں بعض خاص صوتی اثرات ظاھر ہوتے ھیں ۔ مثلاً نون یا میم ساکنہ کا اخفاء و اظہار ، یا حروف ,, قطب جد،، میں قلقلہ کی کیفیت وغیرہ ۔ اسی طرح تشدیدؑ ھم مخرج یا قریب المخرج حروف میں سکون اور حرکت کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی یہ متحرک حرف کے بعد آتی ہے اور کبھی ساکن حرف کے بعد ۔۔ تنوینؑ کی اپنی مخصوص علامات ھیں ۔ مزید برآں تنوین کا ملفوظی نون ساکنہ ہو یا عام مکتوبی نون ساکنہ ، ان کے بعض دوسرے حروف کے ساتھ امتزاج اور اجتماع سے چند مخصوص

صوتی اور نطقی مسائل پیدا ہوتے ہیں ـ مثلاً اخفاء، اظہار ، اقلاب، ادغام، نون تنوین کا مابعد کے حرف ساکن سے اتصال کا طریقہ وغیرہ۔

حرکات طویلہ یعنی مدّ کی مختلف صورتوں میں حروف مدّہ کے طریق ضبط کے علاوہ ھائے کنایہ اور لام جلالت کا طریق اشباع بھی شامل ہے ـ

★ ان کے علاوہ رسم عثمانی کی بعض خصوصیات بھی مخصوص قسم کی علامات کی متقاضی ہوتی ہیں مثلاً اصل مصاحف عثمانی میں ہمزہ متوسطہ یا متطرفہ کا نہ لکھا جانا یا ایسے حروف لکھے جانا جو پڑھے نہیں جاتے [زیادۃ فی الھجاء] یا ایسے حروف نہ لکھے جانا جو پڑھنے میں آتے ہیں [یعنی نقص فی الھجاء] وغیرہ ـ اس قسم کے امور بھی مخصوص رموز ضبط کی ایجاد کے متقاضی ہوئے ـ کتابتِ ہمزہ عربی زبان کی عام املاء میں بھی باعث صعوبت بنتی ہے (۷۷) ـ لیکن مصاحف میں اس کے اپنے مخصوص رسم بلکہ ,, عدم رسم ،، سے پیدا ہونے والے مختلفِ قراءات کے اپنے اپنے احکام ہمزہ مثلاً تحقیق ، تسہیل یا بین بین وغیرہ نے اسے مزید پیچیدہ فن بنا دیا ہے المحکم اور الطراز میں سب سے طویل بیان کتابتِ ہمزہ اور اس کے قواعد کا ہے (۷۸) ـ اور یہ تو ہمزۃ القطع کا قصہ ہے ہمزۃ الوصل یا الف الوصل کو ہمزۃ القطع سے ممتاز کرنے کے لئے مخصوص علامت (صلة) کی ایجاد اور ہمزۃ الوصل میں وصل و ابتداء کی علامت کا تعین بھی اس فن (ضبط) کا ایک خاص موضوع ہیں ـ اسی طرح کتابتِ ہمزہ ہی کے ضمن میں یہ دلچسپ بحث کہ ,,لا،، میں کون سا سرا الف اور کون سا لام ہے ـ اس بحث نے بھی اہل مشرق اور اہل مغرب کے طریق ضبط میں ایک زبردست تنوع پیدا کر دیا ہے ـ اور علم الضبط میں کسی حرف کو ہر قسم کی علامات ضبط سے خالی رکھنے (تعریة) کے بھی مختلف قواعد ہیں وغیر ذالک ـ

۳۵ ـ اس طرح اگر تفصیل میں جائیں تو یہی پانچ بنیادی علامات ضبط پھیل کر چالیس سے زائد علامات کی شکل اختیار کر جاتی ھیں ـ جن کے ناموں کی تفصیل یوں ہے ـ

۱ ـ حرکات قصیرہ ـ

۱ ـ علامت فتحه

۲ ـ علامت کسره

۳ ـ علامت ضمّه

(۲) سکون

۱ ـ عام علامت سکون

۲ ـ علامت سکون برائے میم مخفاة

۳ ـ علامت سکون برائے میم مظھرة

۴ ـ ساکن نون کے اخفاء کی علامت

۵ ـ ساکن نون کے اظہار کی علامت

٦ ـ ساکن نون کے اقلاب بمیم کی علامت

۷ ـ ساکن نون کے ادغام تام کی علامت

۸ ـ ساکن نون کے ادعام ناقص کی علامت

۹ ـ علامت سکون برائے قلقله

(۳) تشدید (شدّ)

۱ ـ عام علامت تشدید

۲ ـ حرف مشدد کی حرکت کا ضبط

۳ ـ مدغم بتشدید کا تعریة

(۴) تنوین

۱ ـ عام علامت تنوین کا اصول

۲ ـ تنوین رفع کی علامت

۳ ـ تنوین نصب کی علامت

٤ ـ تنوین جر کی علامت

٥ ـ تنوین کے نون ملفوظی کی علامت اخفاء

٦ ـ تنوین کے نون ملفوظی کی علامت اظہار

٧ ـ تنوین کے نون ملفوظی کے اقلاب بمیم کی علامت

٨ ـ تنوین کے نون ملفوظی کے ادغام تام کی علامت

٩ ـ تنوین کے نون ملفوظی کے ادغام ناقص کی علامت

١٠ ـ تنوین کے نون ملفوظی کے اتصال ما بعد کا ضبط

(٥) حرکات طویلہ

١ ـ مد طبیعی یا اصلی کی علامت

٢ ـ مد فرعی کی علامت ضبط

٣ ـ محذوف حروفِ مدّ کی علامات

٤ ـ ہائے کنایہ اور لام جلالت کا ضبط

(٦) زیادۃ فی الہجاء

١ ـ حروف زوائد کی اقسام

٢ ـ حرف زائد کی علامت

(٧) نقص فی الہجاء (حذف)

١ ـ حروف محذوفہ اور ان کی علاماتِ اثبات

(٨) ہمزہ اور اس کی اقسام

١ ـ ہمزۃ الوصل کی علامت

٢ ـ ہمزۃ الوصل کے ماقبل کی حرکت کی علامت

٣ ـ ہمزۃ الوصل میں وصل اور ابتداء کی علامت

٤ ـ ہمزۃ القطع کی علامتِ ضبط

٥ ـ تسہیل ہمزۃ کا طریقِ ضبط

(٩) ,,لا،، کی بحث ترکیب

١ ـ ,,لا،، میں لام اور الف کی تعیین اور ان کا ضبط

(۱۰) ابدال حروف

۱ ـ بدلنے والے حرف اور ان کا ضبط

(۱۱) مخصوص نطقی کیفیات

۱ ـ اماله کی علامت

۲ ـ اشمام کی علامت

۳ ـ علامت رَوْم

۴ ـ علامت اختلاس

۵ ـ علامت قلقله

(۱۲) تعریة کے قواعد

۳۶ ـ یہی (مذکورہ بالا) وہ مواضعِ ضبط ھیں، جن میں سے اکثر کا بیان کتبِ ضبط میں ملتا ہے ـ یا جو مختلف مصاحف میں مشاھدہ کئے جا سکتے ھیں ـ البتہ عملاً کتابت مصاحف میں ان مواقع ضبط کے لئے علامات ضبط کی تعیین میں بعض نے اجمال سے کام لیا ہے اور بعض نے تفصیل سے ـ بعض نے ایک ھی علامت کو متعدد مواقع کے لئے استعمال کیا ہے اور بعض نے ھر موقع کے لئے ایک الگ علامت ضبط کے استعمال پر زور دیا ہے ـ

مزید برآں بعض دفعہ ایک ھی موقع ضبط کے لئے متعدد اور متنوع علامات ضبط بھی استعمال کی جاتی رھی ھیں ـ اور اس تنوع کی گنجائش کی سند خود کتب ضبط سے مل جاتی ہے (۷۹) ـ اور اس تنوع میں زمانی اور مکانی خصوصیات کو تو اتنا بڑا دخل ہے کہ کتاب ,,المحکم ،، میں مختلف علاقوں یا مختلف ادوار کے مصاحف اور ان کے متنوع ضبط کے حوالے بکثرت ملتے ھیں (۸۰) ـ

★ علامات ضبط میں تنوع کی یہ وسعت قلمی دور میں زیادہ تھی ، جب مختلف علامات و رموز رنگدار بلکہ بعض دفعہ مختلف اور

متعدد رنگوں میں ظاہر کی جاتی تھیں ۔ دور طباعت میں بھی یہ تنوع موجود ہے لیکن کم ہو گیا ہے۔ اور اب جبکہ متعدد رنگوں والی طباعت (مہنگی سہی مگر) ناممکن نہیں رہی ، تو ان پرانی خصوصیات کے حامل مصاحف بھی شائع ہونے لگے ہیں ۔ اس کی ایک آدھ مثال ترکی اور ایران کے مطبوعہ مصاحف میں بھی ملتی ہے تاہم نائیجیریا سے شائع ہونے والے بعض مصاحف تو ہو بہو قلمی دور کا نمونہ ہیں (۸۱)۔

علامات ضبط کا تفصیلی بیان

۳۷ ۔ کتابت مصاحف میں علاماتِ ضبط کے اس تنوع کے مکمل اور مفصل **تقابلی مطالعہ** کے لئے کتب علم الضبط سے زیادہ مختلف ادوار اور مختلف ممالک کے قلمی اور مطبوعہ مصاحف کا اتنا ہی دقیق مشاہدہ درکار ہے ، جس طرح اہل علم اور اصحاب ذوق کے ایک گروہ نے مصاحفِ امصار اور خصوصاً مختلف مقامات پر بھیجے گئے مصاحف عثمانی کا لفظ بلفظ مطالعہ کرکے علم مرسوم المصاحف کی بنیاد رکھی تھی ۔ اس قسم کا کام فی زماننا کوئی ادارہ ہی سر انجام دے سکتا ہے۔ بہرحال بارش کے پہلے قطرے کی سی جسارت سے کام لیتے ہوئے اس دلچسپ بحث کا کچھ حصہ ۔ بلکہ شاید ایک غیر مربوط سا خاکہ۔جو مقالہ نگار کے محدود مطالعہ و مشاہدہ اور ناقص علم پر مبنی ہے ، قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے ۔ ان علامات کا اجمالی خاکہ پیراگراف نمبر ۳۵ میں دیا جا چکا ہے اب اسی ترتیب سے ان کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

۳۸ ۔ **حرکات قصیرہ** : یعنی فتحہ، کسرہ اور ضمہ ۔ شروع میں ابو الاسود کے طریقہ پر رنگدار نقطوں سے ظاہر کی جاتی تھیں (۸۲)۔ اس کے بعد الخلیل کی ایجاد کردہ حرکات (ــَـ،ــِـ،ــُـ) استعمال ہونے لگیں

اور یہی اب تک رائج ھیں ـ البتہ حرکات ثلاثہ کی شکلوں میں تنوع ہے۔ فتحہ اور کسرہ بعض دفعہ بالکل ھلکی افقی لکیر کی طرح لکھی جاتی ھیں ـ یہ چیز بیشتر افریقی ممالک کے مصاحف، خط بہار میں لکھے ھوئے مصاحف اور بعض ایرانی مطبوعہ مصاحف میں مشاھدہ کی جا سکتی ہے۔ ضمہ کی شکل میں زیادہ تنوع پایا جاتا ہے مثلاً ‌و ‌، ‌و ‌، ‌ر ‌، ‌د ‌، ‌د ‌یا ـ وغیرہ (۸۳) ـ بعض ممالک میں حرکات ثلاثہ (اور دیگر علامات ضبط بھی) ھمیشہ سرخ رنگ سے ظاھر کرنے کا رواج رھا ہے اور بعض دفعہ متن اور علامات ضبط وغیرہ میں رنگوں کا تنوع آرائشی نقطۂ نظر سے اختیار کیا جاتا رھا ہے (۸۴) ـ

۳۹ ـ سکـون : ابو الاسود نے خود تو حرف ساکن کے لئے کوئی عـلامـت وضـع نہـیں کی تھـی۔ البتہ نقطِ مصاحف میں ان کے متبعین نے علامت سکون کے طور پر حرف ساکن کے اوپر ھلکی سی سرخ افقی لکیر (جرۃ حمراء) تجویز کی تھی ـ اھل مدینہ اس کے لئے سرخ گول دائرہ استعمال کرتے تھے (۸۵) ـ الخلیل نے اس کے لئے ,, ـهـ" اور ,, ہ" تجویز کیا جس میں جزم کے ,, ج یا ,, م " کی طرف اشارہ ہے (۸۶) ـ اور یہی دو علامتیں آج کل استعمال ھوتی ھیں ـ افریقی ممالک میں زیادہ تر ,, ہ " کا اور مشرقی ملکوں میں ,,ـحـ " یا ,, د " کا رواج ہے۔ بعض ,,ـھـ " کو خاص نون ساکنہ مظھرہ کے لئے استعمال کرتے ھیں اور ,, ہ " کو عام علامت سکون کے طور پر یا نون مخفاۃ اور میم مخفاۃ کے لئے استعمال کرتے ھیں (۸۷) ـ

★ مشرقی ممالک میں سے چین میں عام علامت سکون ,, ہ " ھی استعمال ھوتی ہے ـ اگرچہ وھاں اُس کے لئے کبھی کبھارِ دوسری علامت ,, د" بھی استعمال کر لیتے ھیں اور بظاھر دونوں علامات بغیر کسی ,, رمز تمیز " ھونے کے مستعمل ھیں ـ یہی صورت بعض ایرانی مطبوعہ مصاحف کے اندر دیکھنے میں آئی ہے (۸۸) ـ

★ بعض اهل علم نُقّاط نے مختلف مقاصد کے لئے مختلف علامتہائے سکون وضع کی هیں۔ مثلاً نون یا میم ساکنه مظهره کے لئے ,, د ،، اور نون یا میم مخفاة کے لئے ,, ہ ،، ، نون ساکنه کے ادغام ناقص کے لئے ,,ں،، اور قلقه کے لئے ,, ۸ ،،(۸۹)۔

★ عرب اور افریقی ممالک میں ادغام تام کی صورت میں نون ساکنه کو علامت سکون سے خالی رکھا جاتا ہے اور حرف مدغم فیه پر علامت تشدید ڈالتے هیں۔ اور ادغام ناقص یا اخفاء کی صورت میں نون کو عموماً علامت سکون سے اور اگلے حرف کو تشدید سے خالی رکھا جاتا ہے یعنی اخفاء اور ادغام ناقص کے مابین کوئی علامت تمیز مقرر نہیں ہے (۹۰)۔ یه طریقه نه صرف خود علامه التنسی کی تصریح کے خلاف ہے (۹۱) ، بلکه اس لحاظ سے بھی غلط ہے که اس میں ,,ادغام مع الغنه ،، کی کوئی رعایت نہیں کی گئی . یعنی حرف مدغم فیه کے ”و“یا ”ی“ هونے کی صورت میں یا کوئی دوسرا حرف هونے میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔ مثلاً ان مصاحف (مصری ، سعودی اور سوڈانی) میں ,, مِن تَحْتِهَا ،، ، ,, مِن ثَمَرَةٍ کی طرح ,, مَن يَقُولُ،، اور مِن وَالٍ ،، لکھا گیا ہے حالانکه آخری دو مثالوں میں یٓ اور وٓ کا ادغام مع الغنه ہے ان مصاحف میں قاری کے لئے اس غنه کی پہچان کی کوئی علامت نہیں ہے۔

★ البته لیبی اور تونسی مصاحف بروایة قالون میں وٓ اور یٓ کی صورت ادغام میں نون ساکنه پر علامت سکون اور وٓ یا یٓ پر تشدید بھی ڈالی گئی ہے یعنی ,, مَنْ يَّقُولُ ،، اور ”مِنْ وَّالٍ“ لکھا گیا ہے۔ یہی طریقه صاحب الطراز نے الدانی اور ابو داؤد کا ,,اختیار،، قرار دیا ہے (۹۲)۔ اور ٹھیک یہی طریقه تمام پاکستانی مصاحف میں استعمال هوتا ہے اور اس لحاظ سے مصری اور سعودی مصاحف کا ضبط

ناقص ہے۔ پاکستان کے" تجویدی مصحف" میں ادغام مع الغنہ سے قاری کو بروقت متنبہ کرنے کے لئے نون پر مخصوص علامت سکون (,, ں،،) ڈالی گئی ہے اور یہ اس مصحف کی مزید خوبی ہے (۹۳) ۔

★ ساکن نون کے قبل از ,, ب ،، ہونے کی وجہ سے اس کے اقلاب بمیم کی صورت میں" ن" پر علامت سکون کی بجائے چھوٹی سی میم (م) لکھی جاتی ہے (۹۴) اور بعض اس" م" کے اوپر علامت سکون ڈالتے ھیں (۹۵) یعنی پہلی صورت میں ,,مِنۢ بعدِہٖ ،، لکھیں گے اور دوسری صورت میں یہ لفظ یوں لکھا جائے گا ۔ ,, مِنۢ بعدِہٖ ،، ۔

★ قطب جد ،، یعنی حروف قلقلہ کے لئے مخصوص علامت سکون ,, ٨ ،، بھی صرف پاکستانی" تجویدی مصحف" کی خصوصیت ہے کسی اور ملک یا کسی بھی دور کے مصاحف میں حروف قلقلہ کے لئے مختص علامت سکون دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی ۔

★ قلمی دور میں بعض دفعہ اخفاء یا اظہار کے لئے نون ساکنہ کے بعد یا اس کے ساتھ کوئی خاص علامت سرخ سیاھی سے بنا دی جاتی تھی مثلاً اخفاء کے لئے تین نقطے ,, ∴ ،، اور اظہار کے لئے نون ساکن کے نیچے ایک مختصر سرخ نون (,, ن ،،) لکھ دیتے تھے یہ چیز چین کے قلمی مصاحف میں دیکھی گئی ہے۔ خط بہار میں لکھے گئے مصاحف میں سے بعض میں صرف علامت اظہار کے طور پر سرخ ,, ن،، حرف کے اوپر لکھا جاتا تھا اور اخفاء کے لئے کوئی علامت استعمال نہیں کی جاتی تھی ۔ اس کے برعکس بعض قلمی مصاحف میں علامت اظہار کے لئے ایک سرخ ,, ن ،، اور علامت اخفاء کے لئے سرخ ,, خ ،، لکھی جاتی تھی (۹٦) ۔ اسی طرح بعض چینی قلمی مصاحف میں نون ساکنہ یا میم ساکنہ کے اخفاء (ہر دو) کے لئے دو سرخ نقطے(:) بھی نظر سے گذرے ھیں ۔ بعض دفعہ ساکن نون کے اخفاء کو ظاھر کرنے کے لئے متعلقہ حرف پر ,, خ ،،اظہار کے لئے ,, ن ،، اور

ادغام کے لئے ,, د ,, یا بعض دفعہ ,, غ ,, سرخ سیاہی سے لکھے جاتے تھے - (۹۷) - پاکستانی "تجویدی مصحف" میں میم مخفاۃ اور نون مخفاۃ دونوں کے لئے ایک قسم کی علامت سکون ,, ^ ,, اختیار کی گئی - صرف نون مظہرہ کے لئے الگ علامت سکون ہے -

۴۰ - تشدید (شدّ) : یہ دراصل ہم مخرج یا ہم جنس حروف کے سکون اور حرکت کا امتزاج ہے، جو کبھی ایک کلمہ میں واقع ہوتا ہے اور کبھی دو کلمات میں - ابو الاسود نے خود تو نہیں مگر ان کے متبعین نے اس کے لئے ,, ے ,, کی شکل تجویز کی تھی جو دال مقلوبہ سے ماخوذ تھی (۹۸) - پہلے اس کے لئے قوس کی شکل بھی (‿ یا ⌒ یا ⌓) اختیار کی گئی تھی (۹۹) - الخلیل نے اس کے لئے موجودہ علامت (ّ) ایجاد کی جو تشدید یا شدہ کے ,, ش ,, سے ماخوذ ہے - اشکال کے معمولی فرق (مثلاً ّ ، ّ یا ّ) کے ساتھ یہ نظام اب تک دنیائے اسلام کے مشرق و مغرب میں ہر جگہ مستعمل ہے البتہ حرف مشدد مکسور کی حرکت کے موقع میں کہیں کہیں اختلاف ہے (۱۰۰) - تشدید سے پہلے حرف ساکن ہو تو مدغم بتشدید حرف کو بعض ممالک خصوصاً مغرب میں علامت سکون سے خالی رکھا جاتا ہے مگر اہل مشرق تعریہ کی بجائے علامت سکون ڈالتے ہیں -

۴۱ - تنوین : یہ دراصل حرف متحرک اور نون ساکنہ کا امتزاج ہے جو کسی کلمہ کے آخر پر واقع ہوتا ہے - اس میں نون ملفوظی شکل میں موجود مگر مکتوبی شکل میں غائب ہوتا ہے - الدانی کے بیان کے مطابق ابوالاسود نے اس کے لئے دو نقطے تجویز کئے تھے جو تنوین رفع کے لئے حرف کے سامنے (پیچھے) ، تنوین نصب کے لئے حرف کے اوپر اور تنوین جرّ کے لئے حرف کے نیچے لگائے جاتے تھے کسی حرف حلقی سے ماقبل یہ نقطے متراکب (:) اور حروف اخفاء سے پہلے متتابع (. .) ہوتے تھے (۱۰۱) -

★ الخلیل کے ایجاد کردہ طریقے میں اسے دو دو حرکات سے ظاہر کیا جانے لگا اور اب تک کیا جاتا ہے یعنی (ـً ـٍ ـٌ)۔ البته ان حرکات کی ترچھی یا افقی شکل کے رواج کا اثر تنوین کی شکل میں بھی ظاہر ہوتا ہے مثلاً افقی تنوین یوں ہوتی ہے (ـً ، ـٍ ، ـٌ) اور خط بہار میں تنوین رفع یوں بھی لکھی جاتی ہے (ـٌ)۔ عرب اور افریقی ممالک میں تنویـن کے نون ملفوظی کے اظہار کے لئے متـــراکب حرکات (ـً، ـٍ، ـٌ یا ـً، ـٍ، ـٌ) استعمال کی جاتی ہیں اور اخفاء کی صورت میں متتابع حرکات (ـً ، ـٍ ، ـٌ یا ـً ، ـٍ ، ـٌ) لکھی جاتی ہیں۔ برصغیر اور ترکی و ایران میں عموماً تنوین میں اخفاء یا اظہار کی تمیز نہیں کی جاتی یه فرق استاد حرف حلقی کے قاعـدے کی صورت میں سمجھا دیتا ہے۔بہرحال یه ناقص ضبط ہے۔

★ تنوین کے نون کے اقلاب بمیم کو ظاہر کرنے کے لئے برصغیر اور چین کے مصاحف میں پوری تنوین لکھنے کے بعد اگلی ,, ب ،، پر چھوٹی سی ,, م ،، لکھنے کا رواج رہا ہے۔ مثلاً امداً بَعیداً ۔ ترکی(اور ایران کے بیشتر) مصاحف میں یه چھوٹی ,, م ،، لکھنے کا مطلقاً رواج نہیں ہے۔ معلوم نہیں وہ اس ,, ن ،، کی آواز کو کس طرح ,, م ،، میں بـدلتـے ھـیں ۔ بظاہر یه نہایت ناقص ضبط ہے اور قاری کو صحیح تلفظ میں کوئی مدد نہیں دیتا (۱۰۲) ۔ عرب اور افریقی ممالک کے مصاحف میں بصورت تنوین اس اقلاب کو ظاہر کرنے کے لئے تنوین کی صرف ایک حرکت لکھ کر ساتھ چھوٹی سی ,, م ،، لکھ دی جاتی ہے (ـَمْ ، ـِمْ ، ـُمْ) تجویدی قرآن میں یه چھوٹی ,,م ،، پوری تنوین اخفاء کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ (ـًمْ ، ـٍمْ ، ـٌمْ)۔ یه طریقه مصری مصحف سے ھی ماخود ہے مگر ذرا ترمیم کے ساتھ جو

کاتب مصحف کے لئے مشکل پیدا کرنے والی ہے مگر قاری کے لئے نہایت مفید ہے۔

★ عرب اور افریقی ممالک میں حرف منّون کے بعد حرف مدغم فیه (بادغام تام) ہونے کی صورت میں تنوین اخفاء لکھ کر حرف مدغم فیه پر علامت تشدید ڈالتے ھیں۔ اور ادغام ناقص کی صورت میں تنوین اخفاء کے بعد اگلے مدغم حرف کو علامت تشدید سے خالی رکھا جاتا ہے۔ اور اس معاملے میں حرف مدغم فیه کے ,,و" یا ,,ی" ہونے کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا مثلاً غفوراً رحیماً اور رَحیمٌ وَدُودٌ" لکھتے ھیں حالانکہ موخر الذکر کلمه میں ادغام مع الغنه ہے(۱۰۳) ۔ یه طریقه عرب اور افریقی ممالک کے علاوہ ترکی اور ایران کے مصاحف کی کتابت میں بھی رائج ہے۔ البته برصغیر اور چین میں ادغام ناقص کی صورت میں حرف مدغم فیه پر علامت تشدید ضرور ڈالی جاتی ہے۔ ,,تجویدی قرآن مجید" میں ادغام تام کی صورت میں تنوین اخفاء لکھ کر اس کے دوسرے حصے پر باریک سی علامت تنسیخ ڈالی گئی ہے۔ (ـًـ، ـٍـ، ـٌـ) اور ادغام ناقص کی صورت میں تنوین اخفاء کے ساتھ ایک مخصوص علامت سکون (جو غنه کی علامت ہے) ڈالی گئی ہے (ـًّـ، ـٍّـ، ـٌّـ) اور ہر دو ادغام کے لئے حرف مدغم فیه پر علامت تشدید ڈالی گئی ہے۔

★ تنوین کے نون ملفوظی اور مابعد کے مشدد یا ساکن حرف کے اتصال کی علامت کے طور پر مشرقی ممالک (خصوصاً ترکی، ایران، برصغیر اور چین) میں حرف منّون کے بعد یا تنوین کے نیچے ایک چھوٹا سا ,, ن " لکھتے ھیں جو اکثر مکسور ھی ہوتا ہے ھمارے ھاں (برصغیر میں) اس نون کو ,, نون قطنی " بھی کہتے ھیں۔ تجویدی قرآن میں یه نون تنوین کی دوسری حرکت کے بدل کے طور پر ایک

سرے پر لکھا گیا ہے (...) ۔ یہ عجیب بات ہے که عرب اور افریقی ممالک کے مصاحف میں اس مقصد کے لئے کوئی علامت استعمال نہیں کی جاتی ۔ حالانکه اصول تجوید میں اس نون اتصال (یا نون قطنی) کے طریق اداء سے بحث کی جاتی ہے (١٠٣) ۔ شاید اهل زبان خود بخود ایسے موقع پر نون اتصال کا تلفظ پیدا کر لیتے هوں ۔ مگر اهل مشرق کے لئے اس علامت کے بغیر اسے صحیح پڑھنا ناممکن ہے ۔

٣٢ ۔ **حرکات طویله** : یعنی الف ما قبل مفتوح یا "و" ما قبل مضموم یا "ی" ما قبل مکسور ۔ جسے دوسرے لفظوں میں مد طبیعی یا مد اصلی بھی کہتے هیں ۔ رسم عثمانی میں ان حرکات کے متعدد اور متنوع مظاهر پائے جاتے هیں ۔ اور ان کی خلاف قیاس اور متباین کتابت نے علم الضبط کے لئے بھی کئی مسائل پیدا کر دیئے هیں ۔ مد کی صورت میں یه حروفِ مد (ا ، و ، ی) همیشه ساکن هی هوتے هیں اور اس وقت یه حرف صامت کا نہیں بلکه حرف صائت کا کام دیتے هیں ۔ ان حروف کے بعد همزه یا حرف ساکن کے آنے سے مد کی زیاده کھینچے جانے والی صورتیں یعنی مد فرعی اور اس کی اقسام پیدا هوتی هیں ۔ اس صورت میں مقدار مد کی بنا پر حرف مد کے اوپر علامت مد (~) لکھی جاتی ہے ۔ یه علامت بھی الخلیل کی ایجاد ہے ۔ افریقی ملکوں میں اور بعض دفعه خط بہار کے مصاحف میں یه علامت اس صورت میں لکھی جاتی ہے (مــــ) یا (مـــر) .

★ کتب تجوید میں مد کے طول اور قصر کی بنا پر اس کی کئی اقسام مذکور هوتی هیں ۔ تاهم عموماً تمام ملکوں میں هر قسم کی مد کے لئے علامت ایک هی استعمال هوتی ہے ۔ غالباً صرف برصغیر میں هی مد متصل (~) اور مد منفصل (~) کی دو علامتیں مستعمل هیں ۔

بعض ایرانی نسخوں میں بھی مد کی یہ دو علامتیں یعنی چھوٹی مد(~) اور بڑی مد (~) کی دیکھی گئی ہیں ۔

★ الف تو ہمیشہ ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور ممدود ہوتا ہے مگر "و" اور "ی" اگر ماقبل مفتوح ہوں تو اسے لِیْن کہتے ہیں اور اس سے صرف خاص شرائط کے ساتھ مد پیدا ہوتی ہے جسے کتب تجوید میں مد اللین کہتے ہیں ۔ لیکن اس کے لئے کوئی علامتِ ضبط مقرر نہیں ہے ۔"و"اور" ی"لینہ ہوں تو ان پر علامت سکون ڈالنے کا رواج ہر جگہ ہے ۔ مگر "و" یا "ی" مدہ پر علامت سکون ڈالنے کا رواج نہ افریقی ملکوں میں ہے نہ بلاد عرب میں بلکہ ترکی، ایران اور چین تک یہی طریقہ رائج ہے البتہ صرف برصغیر میں واو مدہ اور یائے مدہ پر بھی علامت سکون ڈالتے ہیں ۔ مثلاً یُورَث اور مِیزَان کو یُوْرَث اور مِیْزان لکھیں گے ۔

★ نحوی نقطہ نظر سے ، اور الف ماقبل مفتوح پر قیاس کرتے ہوئے شاید برصغیر کا یہ تعامل درست نہ سمجھا جائے لیکن غالباً صوتیاتی اصولوں کے مطابق یہ زیادہ بہتر ہے ۔ مثلاً اول تو عرب ممالک کے رائج طریقہ میں اُولئک ، اُو لُو العزم اور اُولی الامر وغیرہ الفاظ میں پڑھنے والے کو التباس پیدا ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جن ملکوں یا علاقوں میں حرف مد (وٗ یا یٗ) پر علامت سکون ڈالنے کا رواج نہیں ہے وہاں قاری کو غلطی سے بچانے کے لئے مذکورہ قسم کے کلمات میں حرف مد پر حرف زائد کی علامت لکھتے ہیں مثلاً أُوْلٰئک (۱۰۵) ۔ بعض جگہ حرف کے نیچے باریک قلم سے لفظ ,, قصر ،، (أُولٰئِكَ) لکھ دیتے ہیں(۱۰۶) اور بعض جگہ حرف کے نیچے لفظ ,, بلا اشباع ،، لکھتے ہیں،(۱۰۷) جب کہ ایران ، مصر اور ترکی سے مطبوعہ ایسے مصاحف بھی ملتے ہیں جن میں اس التباس کے دور کرنے کے لئے کوئی علامت وغیرہ نہیں دی گئی (۱۰۸) ۔

★ دوسرے یہ کہ جب حرف مد کے بعد حرف ساکن آ رہا ہو جس میں حرف ممدود کو آگے ملایا جاتا ہے تو اس صورت میں برصغیر میں حرف مد پر علامت سکون نہیں ڈالتے جس سے قاری کو پتہ چل جاتا ہے کہ مد بلکہ حرف مد کا تلفظ ھی ختم ہو گیا ـ لیکن عرب ممالک کے ضبط کے مطابق قاری پہلے تو بادی النظر میں ایسے حرف مد کو بصورت مد پڑھے گا ـ پھر اسے پتہ چلے گا کہ اسے تو آگے ملانا ہے ـ مثلاً لفظ ,, اُوْ تُوْا ، برصغیر سے باھر ,, اُوتُوا ،، لکھا جاتا ہے ـ اس کے بعد مثلاً ,, العلم ،، لکھا جائے تو یہ ھمارے ھاں ,, اُوْ تُو ا الْعِلْمَ ،، لکھا جائے گا ـ مگر دوسرے ملکوں میں یہ ,, اُو تُوا العِلم ،، لکھا جاتا ہے ـ یہاں ,, تُ ،، کو ,,ل ،، میں ملانے کا پتہ قاری کو ,, تُو ،، یعنی ,, تُوْ ،، پڑھ چکنے کے بعد چلتا ہے ـ مگر برصغیر کا قاری ,, تُ ،، اور ,, ل ،، کے درمیانی حروف کو علامات سے خالی دیکھ کر سمجھ جاتا ہے کہ ان کا تلفظ ھی نہیں ہوگا ـ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب ھُوَ اور ھِیَ میں ,,و،، یا ,,ی،، پر علامت حرکت لگ سکتی ہے تو ھُوْ یا ھِیْ میں علامت سکون کیوں نہ لگے ؟

۴۳ ـ مد کے ھی مسائل میں محذوف (مگر ملفوظ) حرف مد کے ضبط کا مسئلہ آتا ہے ـ عموماً تو یہ محذوف ,, الف ،، ہوتا ہے مثلاً ,,رحمن ،، میں ,, م ،، اور ,, ن ،، کے درمیان الف محذوف ہے اور قرآن کریم میں اس کی بیسیوں مثالیں ملتی ھیں ـ کبھی کبھار یہ محذوف ,,و،، یا ,,ی،، بھی ہوتی ہے مثلاً ,,داود،، میں ایک ”و“ اور ,,امیّن،، میں ایک ”ی“ محذوف ہے ـ قلمی دور میں یہ محذوف (ا ، و ، ی) سرخی سے باریک قلم کے ساتھ لکھ دی جاتی تھی اور اسے ماقبل کی حرکت کے مطابق پڑھ لیا جاتا تھا ـ دور طباعت میں عرب اور افریقی ممالک میں یہ محذوف (ا، و ، ی) باریک قلم کے ساتھ (متن کی ھی سیاھی سے) لکھ دیئے جاتے ھیں اور ماقبل کی حرکت (فتحه ، ضمه یا

کسرہ) بھی لکھتے ھیں مثلاً الرحمٰن، داوٗد اور امیّٖن لکھیں گے ۔ مگر برصغیر میں "ـَا" کی جگہ "ـٰ"، "ـُو" کی جگہ "ـٗ" اور "ـِی" کی جگہ "ـٖ" لکھا جاتا ہے اور اس طرح یہ لفظ الرحمٰن، داوٗد اور اُمیّٖن لکھے جاتے ھیں ۔ عرب ممالک کے مصاحف میں سے صرف مصحف الحلبی میں ان مشرقی علامات کو اختیار کیا گیا ہے(۱۰۹) ۔ ترکی اور ایران میں کھڑی زبر "ـٰ" اور کھڑی زیر "ـٖ" کا استعمال کہیں کہیں ملتا ہے مگر ضمہ معکوس یا الٹی پیش ("ـٗ"کا استعمال ان ملکوں میں مفقود ہے۔

★ عرب اور افریقی ملکوں میں کھڑی زبر "ـٰ" محذوف الف مدہ کے لئے استعمال ہوتی چلی آئی ہے اور وہ بھی ماقبل پر فتحہ لگا کر مگر کھڑی زیر "ـٖ" اور الٹا پیش "ـٗ" ان ملکوں میں کبھی رائج نہیں ہوا ۔ ماسوائے مصر کے مصحف حلبی کے ۔ اس کے برعکس ترکی اور ایران میں الف مدہ سے قبل حرف ممدود کے اوپر کھڑی زبر "ـٰ" اور یائے مدہ سے ماقبل حرف ممدود کے نیچے کھڑی زیر "ـٖ"لکھتے ھیں اور دونوں صورتوں میں حرف ممدود کو حرکت (ـَ یا ـِ) سے اور حرف مد (علت) کو علامت سکون سے خالی رکھا جاتا ہے (مثلاً فٰا ، فٖی)۔ضمہ معکوس یا الٹے پیش کا وھاں بھی رواج ھی نہیں ہے۔

★ اسی مد کے ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور یا منصوب کی "ہ" (جسے اصطلاحاً ھائے کنایہ بھی کہتے ھیں) کبھی ھُوْ (ہٗ) اور کبھی ھِیْ (ہٖ) کے تلفظ سے بھی پڑھی جاتی ہے ایسی صورتوں مین عرب اور افریقی ممالک میں "ہ" کے نیچے یا اوپر مطلق کسرہ (ـِ) یا ضمہ (ـُ) لکھ کر ساتھ ایک باریک سی "ے" یا "و"لکھ دیتے ھیں (رسولِہٖ رسولُہٗ) ۔

برصغیر میں ایسے موقع پر ,, لا ،، کے نیچے کھڑی زیر " ـٖـ " یا اس کے اوپر الٹی پیش (ـٗـ) لکھتے ہیں ۔ (رسولِهٖ یا رسولُهٗ) ۔

★ عجیب بات ہے کہ ایران میں اس قسم کی ضمیر کے لئے نہ تو کھڑی زیر (ـٖـ) کا رواج ہے نہ الٹی پیش (ـٗـ) کا ۔ وھاں ,,ہ ،، پر صرف کسرہ یا ضمہ لکھ دیتے ہیں ۔ (مثلاً رسولِهِ رسولُهُ) ۔ نہ تو وہ عرب ممالک کی طرح اس کے ساتھ چھوٹی ,,ے ،، یا ,, و ،، لکھتے ہیں اور نہ ھی برصغیر کی طرح کھڑی زیر (ـٖـ) یا ضمہ مقلوبہ (ـٗـ) کو استعمال کرتے ہیں ۔ چین میں بھی دور طباعت کے نمونوں میں تو یہی ایران والا طریقہ نظر آتا ہے ۔ [قلمی دور کے چینی مصاحف میں اس موقع پر ھائے مکسورہ کے نیچے دو سرخ نقطے (. .) اور ھائے مضمومہ کے بعد سرخ ,, و ،، لکھتے تھے ۔ مثلاً رسولِهٖ اور رسولُهُو] ترکی میں اس قسم کے ضبط کے لئے کھڑی زیر (ـٖـ) کا رواج تو ہے مگر پیش کی صورت میں ضمہ مقلوبہ کا رواج قطعاً نہیں مثلاً ترکی مصاحف میں یہ الفاظ آپ کو یوں لکھے ملیں گے (رسولِهٖ رسولُهُ) (۱۱۰) ۔

★ قراءت کے نقطۂ نظر سے ان ملکوں (یعنی ترکی ، ایران اور چین) کا یہ طریق ضبط بہت ناقص ہے کیونکہ اس میں قاری کو مد پر متنبہ کرنے والی کوئی علامت نہیں ھوتی ۔ عرب ممالک اور برصغیر کے مصاحف میں علامت مد ضرور ھوتی ہے اگرچہ اس کے ظاھر کرنے کا طریقہ مختلف ہے۔ برصغیر کے طریقے کی مزید خوبی یہ ہے کہ اس میں دو دو علامات (ـِـےٓ یا ـُـوٓ) کی بجائے صرف ایک ایک علامت (ـٖـ یا ـٗـ) سے کام لیا جاتا ہے جو کتابت میں وقت کی بچت کا باعث بنتا ہے ۔

۴۴ ۔ اور اسی قسم کی مد (بحذف حرف مد) کے مسائل میں سے ایک اھم مسئلہ اسم جلالت کی لام کے اشباع (مد اصلی) کا طریقۂ

کتابت ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ تمام عرب اور افریقی ممالک بلکہ ترکی اور ایران میں بھی اسم جلالت یوں لکھا جاتا ہے۔ ,, اُللّٰہ ،، ۔ حالانکہ تلفظ میں یہ لفظ ,, اَلّٰہ ،، نہیں بلکہ ,, اَلّاہ ،، ہے۔ بلکہ لام کے اشباع (مد) کے علاوہ اس (لام) کی تفخیم اور ترقیق علم تجوید کا ایک اہم قاعدہ ہے (۱۱۱) ۔

★ مرحوم خطاط طاهر الکردی نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں اپنے وہ انیس[۱۹] سوالات (اور ان کے وصول شدہ جوابات) نقل کئے ھیں جو انھوں نے شیخ علی محمد الضباع (اس وقت کے شیخ المقاریؒ المصریة) کو لکھے تھے ۔ ان سوالوں میں سے بیشتر کا تعلق رسم اور ضبط سے ہے (۱۱۲) ۔ ان میں یہ سوال بھی تھا کہ مصحف امیری (مصری مصحف الملک) میں لفظ جلالت ,, اللّٰہ ،، پر علامت مد کیوں نہیں ڈالی گئی ؟ حالانکہ اس میں ,, حتیٰ ،، الیٰ ، علیٰ ،، وغیرہ کی طرح مد طبیعی موجود ہے (۱۱۳) ۔ شیخ المقاریؒ اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے مثلاً ایک جواب تو یہ تھا کہ چونکہ یہ لفظ عام اور بکثرت استعمال ھوتا ہے اس لئے ضرورت نہیں ۔ اس طرح تو پھر ھذا ، ذلک وغیرہ پر علامت مد ڈالنے کی کیا ضرورت ہے ؟ دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ اسے ,, اَللّٰت ،، (جسے عرب ممالک کے ضبط کے مطابق ,, اَللَّت ،، لکھتے ھیں) سے ممتاز کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ خصوصاً اس روایت قراءات کی بنا پر جس میں ,, اللّت ،، بصورت وقف ,,اَللّٰہ،، ھی پڑھا جاتا ہے (۱۱۴) ۔ اللہ کو ,,اللت ،، سے رسماً اور ضبطاً ممتاز کرنے کے لئے اس طرح لکھنے کی بحث صاحب الطراز نے بھی کی ہے (۱۱۵) ۔ لیکن یہ جواب اس لئے معقول نظر نہیں آتا کہ علامتِ ضبط کے فرق کے باوجود تلفظ تو دونوں جگہ ایک ھی رھا (۱۱۶) ۔ اصل میں یہ فرق قراءت میں لام جلالت کی تفخیم کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ ,, اللّت ،، میں ماقبل مضموم ھونے

کے باوجود لام کی تفخیم نہیں ہوگی ۔ کیونکہ اسے علم التجوید میں صرف لفظ جلالت کی خاصیت قرار دیا گیا ہے (۱۱۷) ۔

★ حقیقت یہ ہے کہ عرب اور افریقی ممالک میں الف مدہ محذوفہ میں ما قبل کی فتحہ ٘ لکھے بغیر مد کا تصور ھی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسم جلالت کے لام پر شد اور فتحہ ڈالتے ھیں ۔ اب اگر اس کے ساتھ مد کی خاطر الف محذوفہ کا اثبات بھی کیا جائے ۔ تو پھر اسے ,, اللّٰہ ،، لکھنا پڑے گا ۔ جو ان کے ضبط کے مطابق لکھے ہوئے ,, اَللّٰتِ ،، سے مشابہ ھی ھو جائے گا ۔ اس لئے ان تمام ملکوں میں یہ لفظ (جلالت) غلط علامت ضبط کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور اس کا درست پڑھنا صرف شفوی تعلیم پر منحصر ہے۔

★ صرف برصغیر میں لام جلالت کی اس مد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے ,, اللہ ،، لکھا جاتا ہے یا پھر چین میں اسے ,, اللّٰہ ،، لکھا جاتا ہے۔ تلفظ کے تقاضوں کے مطابق اس معاملے میں عرب اور افریقی ممالک یا ایران اور ترکی سب کا طریقِ ضبط ناقص ہے۔ برصغیر کی تازہ ترین ایجاد اس معاملے میں یہ ہے کہ اب تجویدی قرآن (مطبوعہ پاکستان) میں لام جلالت کی تفخیم یا ترقیق کے لئے دو الگ الگ علامات ضبط اختیار کی گئی ھیں (۱۱۸) ۔ اور لفظ جلالت کے تمام تجویدی تقاضوں کے مطابق یہ اس کے لئے بہترین ضبط ہے۔

۴۵ ۔ علم الضبط کے مسائل میں "زیادۃ فی الھجاء" یا حروف زوائد کا مسئلہ بھی اھم ہے یعنی وہ حروف جو ۔ رسم عثمانی کے مطابق ۔ لکھے جاتے ھیں مگر پڑھے نہیں جاتے مثلاً مِائۃ ، جِایْءَ اور لِشَایْءٍ وغیرہ کا الف ۔ اولئک ، اُولی یا اُولو وغیرہ کی واو اور نباءی یا تلقاءی وغیرہ کی " یاء " واو الجماعۃ کے بعد لکھا جانے والا الف ۔ جسے الف الاطلاق کہتے ھیں (۱۱۹) اور ضمیر واحد متکلم (أنا) کے آخر پر آنے والا الف وغیرہ (۱۲۰) ۔

عرب اور افریقی ممالک میں اس قسم کے زائد الف "و" یا "ی" پر ایک علامتِ زیادۃ یا ,, عدمِ نطق ،، ڈالی جاتی ہے جو عموماً ایک بیضوی شکل کا دائرہ (٥) ہوتا ہے۔ ھجاء کے ان زوائد پر یہ علامت ڈالنے کا رواج بہت پرانا ہے۔ ,, نَقْطُ المصاحف ،، کے طریقے میں بعض دفعہ اس مقصد کے لئے صرف سرخ نقطہ بھی استعمال ہوتا تھا ۔ الخلیل نے اس کے لئے کوئی الگ علامت وضع نہیں کی تھی۔ اس لئے بعد میں بھی یہی سرخ گول دائرہ (دارة حمراء) اس مقصد کے لئے مستعمل رہا (۱۲۱) ۔ بلاد عرب اور افریقی ممالک کے اندر رائج طریقے پر مصحف میں حروف زوائد (محتاجِ دائرہ) کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچتی ہے خصوصاً الف الاطلاق کو بھی شامل کر لینے کی بنا پر۔

★ اهل مشرق نے اس کے برعکس یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو حرف زائد نطق میں نہیں آتا اسے ہر قسم کی علامت ضبط سے معری رکھا جائے۔ اسطرح حرف الف کی چند معدود صورتیں ایسی رہ جاتی ھیں کہ انمیں التباس واقع ھوسکتا ہے مثلاً الف ماقبل مفتوح جب کہ اسکے بعد کوئی حرف ساکن یا مشدد بھی نہ آرھا ھو۔ یہ کوئی بیس کے قریب مقامات بنتے ھیں لہــذا صرف ان پر علامت زیادۃ (دائرہ یا علامت تنسیخ x) لگا دیتے ھیں ۔ اس طریقے پر نہ اولئک کی واو پر نشان لگــانے کی ضرورت ہے نہ تلقاءی کی "ی" پر اور صرف الف الاطلاق پر ھی یہ علامت نہ ڈالنے کے باعث مجموعی طور پر شاید کاتب کے کئی دن نہیں تو کئی گھنٹے یقیناً بچ جاتے ھیں۔

بعض لفظوں کے بارے میں یہ اختلاف بھی ھوتا ہے کہ اس میں زائد الف ہے یا "ی"۔ مثلاً ,, اَفَاْئن ،، اور ,, مَلَاْئہ ،، میں (۱۲۲) ۔ اس لئے ان کی غلامت زیادۃ کے موقع ضبط کی تعیین میں بھی اختلاف موجود ہے ۔ (۱۲۳) ۔

۳۶ ـ علم الضبط کے مسائل میں سے ایک مسئلہ نقص فی الھجاء والے کلمات کا ضبط بھی ہے یعنی ایسے حروف جو لکھے نہیں جاتے مگر پڑھے ضرور جانے چاھئیں ـ مثلاً الرحمن اور العلمین کا الف ، داؤد اور تلون کی دوسری واو اور امیّن اور نبیّن کی دوسری یا (ی) یہ محذوف حرف عموماً الف ، و ، ی ھی ھوتا ہے اور وہ بھی ,, مدّہ ،، ـ اگرچہ ایک دو جگہ "ن" بھی محذوف ھوا ہے (۱۲۳) ـ دور طباعت سے پہلے قلمی مصاحف میں ان محذوفات کا ,, اثبات،، باریک قلم اور سرخ سیاھی سے کیا جاتا تھا ـ یعنی سرخی سے حسب موقع ,, ا ،، یا ,, و ،، یا ,, ے ،، یا ,, ن ،، لکھ دیتے تھے ـ دورطباعت میں یہ حروف متن کی سیاھی کے ساتھ مگر باریک قلم سے لکھے جانے لگے ھیں ـ

★ مگر اس میں بھی اھل مشرق حرف (محذوف) کا اضافہ کرنے کی بجائے الف مدہ محذوفہ کے لئے (ـٰـ) ، واو مدہ محذوفہ کے لئے (ـٗـ) اور یائے مدہ محذوفہ کے لئے (ـۦـ) کی علامت استعمال کرتے ھیں ـ البتہ "ن" کو وہ بھی باریک قلم سے ھی لکھتے ھیں مثلاً ,, نُـۨجِی ،،

حرف محذوف الف "و" یا "ی" عرب ممالک کے طریقے کے مطابق تو الرّحمَٰن ، صَٰلِحَٰت ، داوۥد ، تَلْوۥن ، امیّـۧن اور نبیّـۧن لکھیں گے مگر برصغیر کے ضبط کے مطابق یہی کلمات علیٰ الترتیب یوں لکھے جائیں گے : الرحمٰن صلحٰت ، داوٗد ، تلوٗن ، اُمّیّـۦنَ اور نَبِیّنَ ـــ نوٹ کیجئے کہ تمام کلمات کا اصل عثمانی رسم ، ضبط کی دونوں صورتوں میں ، برقرار رھا ہے ـ صرف علاماتِ ضبط کا فرق ہے ـ (۱۲۵)

۳۷ ـ علامات ضبط کا ایک اور اھم مسئلہ ھمزۃ الوصل کا ضبط ہے ـ (۱۲۶) ـ اس کے لئے الف الوصل کے اوپر ایک مخصوص علامت ڈالی جاتی ہے جسے ,, صـــلہ ،، یا ,, علامۃ الصلۃ ،، کہتے ھیں (۱۲۷) ـ الخلیل سے پہلے یہ علامت عموماً ایک ھلکی سرخ لکیر (جرّہ لطیفہ)

هوتی تھی (۱۲۸) بعد میں بعض علاقوں میں اس کیلئے گول سبز نقطہ لگایا جانے لگا اور بعض علاقوں میں سرخ نقطہ ھی لگا دیتے تھے (۱۲۹)۔

★ الخلیل نے اس کے لئے ,, صـ ،، کی علامت وضع کی، جو حرف صاد (ص) کے سرے سے ماخوذ ہے اور جو ھمیشہ الف الوصل کے اوپر ھی لکھی جاتی تھی اور بیشتر عرب ممالک میں اب بھی لکھی جاتی ہے۔ چوتھی صدی ھجری سے ھی ھمزۃ الوصل کی علامت مطلقاً ترک کر دینے کا رجحان پیدا ھو گیا تھا (۱۳۰)۔ شاید اس لئے بھی کہ علامۃ الصلۃ لکھنے سے ضبط کے کئی نئے مسائل بھی پیدا ھو جاتے ھیں (جیسا کہ ابھی بیان ھوگا)۔بیشتر مشرقی ممالک مثلاً برصغیر، چین، ایران (اور ترکی میں بھی) ھمزۃ الوصل کے لئے کسی علامتِ ضبط کا استعمال کافی عرصے سے متروک ھو چکا ہے (۱۳۱) اور ممکن ہے برصغیر میں تو اس کا استعمال شاید متعارف ھی کبھی نہ ھوا ھو۔

★ جن ملکوں میں علامت الصلہ استعمال ھوتی ہے اس کی دو صورتیں ھیں: اکثر عرب ملکوں میں تو الخلیل والی علامت (صـ یا ص) استعمال ھوتی ہے اندلس اور مغرب میں مدت تک اس کے لئے عموماً سبز رنگ کے گول نقطہ کا رواج رھا (۱۳۲)۔ بعض افریقی ممالک میں علامۃ الصلہ کے طور پر سبز نقطے کا رواج اب بھی موجود ہے۔ نائیجریا کے بعض رنگدار مصاحف میں اس کی بہترین مثالیں ملاحظہ کی جا سکتی ھیں (۱۳۳)۔ آج کل عام طور پر افریقی ممالک میں علامۃ الصلہ کے طور پر الف الوصل کے اوپر ایک (عموماً) باریک سیاہ نقطہ ڈالا جاتا ہے۔

★ افریقی ممالک میں الف الوصل کے ماقبل کی حرکت کے لئے بھی ایک نشان اس (الف) پر ڈالا جاتا ہے۔ اس نشان کو ,, صلۃ الوصل،، یا ,, خبش الف الوصل ،، بھی کہتے ھیں۔ یہ عموماً ماقبل

کی فتحہ کے لئے الف کے اوپر دائیں طرف ایک ھلکی سی افقی لکیر ھوتی ہے ، جو کسرہ کے لئے الف کے نیچے اور ضمہ کے لئے الف کے وسط میں لگائی جاتی ہے مثلاً (اِ اَ اُ)

★ اگر ھمزۃ الوصل سے ابتداء ھو رھی ھو (مثلاً اس سے قبل قوی وقف مثل وقف لازم ھو) تو اس صورت میں(ھمزۃ الوصل ھمزۃ القطع کی طرح ھی پڑھا جاتا ہے مگر اس صورت میں اس کی ممکن حرکت کے لئے عرب ممالک میں کوئی علامت نہیں ڈالی جاتی بلکہ قاری غالباً اپنی عربی دانی کے زور پر خود ھی نطق کے لئے حرکت متعین کر لیتا ہے۔ صرف سوڈانی اور لیبی مصاحف میں اس کے لئے بھی خاص علامات مقرر کی گئی ھیں اگرچہ دونوں ملکوں کی علامات میں معمولی تفاوت ہے تاھم فتحہ کے لئے یہ علامت (جو گول باریک نقطہ یا باریک سا دائرہ ھوتا ہے) الف کے اوپر، کسرہ کے لئے ٹھیک نیچے اور ضمہ کے لئے الف کے آگے (بائیں طرف) وسط میں لکھی جاتی ہے (ا ا ا ا ا ا) (۱۳۳) ۔

★ اھل مشرق نے الف الوصل کی علامت صلہ کا استعمال ھی ترک کر دیا ہے۔ اگر الف الوصل والا لفظ ماقبل سے ملایا جا رھا ھو تو الف الوصل پر کسی قسم کی علامت نہیں ڈالی جاتی اور اگر اس سے ابتداء ھو رھی ھو تو اس الف پر علامت قطع (ء) ڈالے بغیر منطوق حرکت دے دی جاتی ہے۔ علامت قطع نہ ھونے سے یہ بھی معلوم ھو جاتا ہے کہ یہ ھمزۃ الوصل ہے اور حرکت سے اس کے صحیح تلفظ کی طرف بھی اشارہ ھو جاتا ہے۔ مثلاً عرب ممالک میں " اَللّٰهُ اَلصَّمَدُ " لکھتے ھیں مگر برصغیر میں " اللّٰهُ الصَّمَدُ " لکھتے ھیں۔ پہلے طریقے پر قاری کو اللہ کے الف کی حرکت کا کچھ پتہ نہیں چلتا دوسرے طریقے میں یہ چیز الف کی فتحہ نے واضح کر دی ہے۔ مشرق کا کوئی عام ناظرہ خوان کسی عرب ملک کے مصحف سے سورۃ " الاخلاص "

تک درست نہیں پڑھ سکتا ۔ البتہ اھل مشرق میں عموماً ھمزۃ القطع بھی بغیر علامت قطع (ء) کے لکھنے کا رواج ھو گیا ہے مثلاً ,, بَأسُ " کو ,, بَاسُ " لکھ دیتے ھیں جو علمی لحاظ سے غلط ہے یا پھر علامت ھمزہ کی ایجاد سے پہلے کی یادگار ہے ۔

★ ھمزۃ الوصل اور حرف زائد کے لئے علامت کے استعمال یا عدم استعمال سے اھل مشرق اور اھل مغرب کے طریقۂ کتابت (یعنی ضبط) میں بڑا فرق پڑتا ہے اور اس فرق کی وجہ سے ایک علاقے کے آدمی کو دوسرے علاقے کے مصحف میں سے تلاوت کرنے میں سخت صعوبت پیش آتی ہے ۔ مثال کے طور پر لفظ ,, اولوا العزم " کو لیجیئے ۔ اس کو ضبط کرتے وقت اھل مشرق تو دونوں واو اور ,, لو " کے بعد آنے والے دونوں الف بھی ھر قسم کی علامت سے خالی رکھتے ھیں ۔ مگر عرب اور افریقی ممالک میں ,, اولو " کی پہلی واو پر ,, علامت حرف زائد " اور ,, لو " کے بعد آنے والے دو الفوں میں سے پہلے پر ,, علامت زیادۃ " اور دوسرے پر " علامت صلہ " ڈالیں گے ۔ اس طرح اس لفظ کو پہلی صورت میں ,, اُولُوا الْعَزْمِ " اور دوسری صورت میں ,, اُولُوا الْعُزم لکھیں گے ۔ اسی طرح اھل مشرق اُوتُوا الْکِتٰب مگر عرب اُوتُوا الْکِتٰب لکھیں گے ۔ جس آدمی کو علامت صلہ " اور ,, علامت زیادۃ " کا علم نہیں وہ دوسری صورت والی کتابت کو کبھی درست نہیں پڑھ سکتا (۱۳۵)

۴۸ ۔ **ھمزۃ القطع** کو ھمزۃ الوصل سے ممتاز کرنے کے لئے شروع کے نظام نقط میں اس کے لئے زرد رنگ (اور بعض علاقوں میں سرخ رنگ) کا گول نقطہ ڈالا جاتا تھا (۱۳۶) ۔

الخلیل کے طریقے میں اس کے لئے ,, ء " کی علامت تجویز کی گئی تھی اور یہ علامت اب تک مستعمل ہے البتہ بعض افریقی ممالک میں اسے ,, ع " یا ,, ٤ " کی شکل میں اور چین میں عموماً ی " یا ,, ی " کی شکل میں لکھا جاتا ہے ۔ بعض افریقی ملکوں

(مثلاً نائیجیریا میں یا سوڈان کے قلمی مصاحف میں) اس کے لئے زرد گول نقطہ اب تک زیر استعمال ہے۔

★ همزہ کے طریق نطق کے اختلافات اور مختلف قراءات میں اس کے طریق ادا کے تنوع کی وجہ سے همزۃ قطع کی مختلف صورتوں کے لئے کچھ مختلف علامات بھی مقرر کی گئیں ۔ اور اس کا موقع ضبط تو کتب علم الضبط کی سب سے طویل بحث ہے (۱۳۷) ۔

★ کسی کلمه کی ابتداء میں آنے کی صورت میں همزہ کی اس علامت قطع (ء) کا استعمال اهل مشرق کے هاں متروک هو گیا ہے۔ اس صورت میں وہ صرف الف پر (اور ابتداء میں همزہ همیشه بصورت الف هی لکھا جاتا ہے) متعلقه حرکت دے دیتے هیں مثلاً أَ إِ أُ کی بجائے اَ اِ اُ هی لکھتے هیں ۔ اور ابتداء کی صورت میں وہ همزۃ الوصل پر بھی اسی طرح حرکات لکھتے هیں ۔ اس فرق کو ذیل کی مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔

(۱) همزۃ القطع کی صورت میں :

عرب ممالک میں أَنْذَرَ ، أُنْذِرَ اور إِنْذار لکھیں گے

مگر اهل مشرق اسے اَنْذَر، اُنْذِر اور اِنْذار لکھیں گے ۔

(۲) همزۃ الوصل کی صورت میں :

عرب ممالک میں اَللّٰهُ ، اُدْعُ اور اِهْدِنا لکھا جاتا ہے

مگر اهل مشرق اسے اَ للّٰهُ ، اُدْعُ اور اِهْدِنا لکھتے هیں ۔ البته سوڈان میں اسے ٱللَّهُ ، اهدُعُ اور إِهْدِنَا لکھتے هیں

اور لیبیا میں اسے ٱللّٰه ، اهدْع اور إهْدنا لکھتے هیں ۔

نوٹ کیجئے عرب اور عام افریقی ممالک کی علامت الصله (ص) آپ کو الف الوصل کی ملفوظ حرکت کے تعین میں قطعاً کوئی مدد نہیں دیتی یه صرف شفوی تعلیم سے معلوم هوگی هم نے اوپر الف الوصل کی حرکات ثلاثه (ـَـ،ـِـ،ـُـ) والی مثالیں دی هیں ۔ لیبیا اور سوڈان کا طریقه

ھمارے (برصغیر کے) طریقے سے مختلف ہے مگر دوسرے عرب اور افریقی ممالک کے طریق ضبط کی نسبت زیادہ معقول ہے۔

★ ھمزہ ھی کے ضمن میں علماء ضبط نے اس مسئلے پر بھی بحث کی ہے کہ ,, لا ،، میں کون سا سرا لام اور کون سا الف یا ھمزہ ہے اور ھر ایک نظریہ کے حق میں دلائل دیئے گئے ھیں اور یہ بحث خاصی دلچسپ بھی ہے (۱۳۸) ۔ تاھم اب اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس وقت عملاً صورت حال یہ ہے کہ تمام افریقی ممالک (ماسوائے مصر)تو ,,لا،،میں پہلے سرے کو ھی الف یا ھمزہ اور دوسرے سرے کو لام سمجھتے ھیں ۔ جب کہ مصر اور تمام مشرقی ممالک میں اس کے برعکس عمل ہے۔ اس کا فرق ذیل کی مثالوں سے واضح ھوگا۔

افریقی ممالک میں وَٱلْأَرض ، فی ٱلْآخرة اور لَآیة لکھیں گے
مشرقی ملکوں میں والْأَرضِ ، فِي ٱلْاٰخرة اور لَاٰیة لکھیں گے
اور مصر میں ان کو وٱلْأَرضِ ، فی ٱلْأَخرة اور لَأَیة لکھیں گے

افریقی ملکوں کی علامة صله (.) اور مصری علامت صله (صـ) کا فرق اور مشرقی ملکوں میں ,, عدم علامت صله ،، اور ,, عدم علامت قطع ،، قابل غور ہے۔کیا ایک نظام ضبط کے ساتھ پڑھنے کا عادی قرآن خوان دوسرے نظام کے مطابق لکھے گئے مصاحف میں سے قراء ت پر قادر ھو سکتا ہے ؟۔

ابدال حروف والی بحث ضبط سے زیادہ رسم سے تعلق رکھتی ہے اور اس سے تعلیلات صرفی والی تبدیلیاں مراد نہیں ھوتیں بلکہ چار خاص مقامات پر"ص" کے تلفظ کے"س"میں بدلنے یا نہ بدلنے کی ترجیح کی بنا پر حرف"س" کو متعلقہ کلمه میں" ص" کے اوپر یا نیچے لکھتے ھیں (۱۳۹) ۔اس کی تفصیل یوں ہے (۱) یبصۜط (۲ : ۲۴۵) ، (۲) بصۜطة (۷ : ٦۹) (۳) المصيطرون (۵۲:۳۷) (۴) بمصيطر (۸۸:۲۲) اور قراء

کے ہاں ان کے پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں ۔ (۱۳۰) ۔

★ مصاحف مطبوعۂ لیبیا و تونس (بروایة قالون) اور مصاحف مطبوعۂ تونس و مراکش و نائیجیریا (بروایة ورش) میں ان چار مقامات پر صرف ,, ص ،، کے ساتھ کتابت کی گئی ہے اور کہیں اوپر یا نیچے ,, س یا سـ) نہیں لکھا گیا ۔ جو شاید روایت قراءات کی خصوصیت ہے ۔

★ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے دو اساتذہ نے پاکستانی مصاحف کی اغلاط پر جو رپورٹ تیار کی ہے اس میں ان کلمات اربعہ میں سے موخر الذکر دو کلمات میں ,, س ،، کی وضع (پوزیشن) کی غلطی کو ضبط کی اغلاط میں شمار کیا گیا ہے (۱۳۱) ۔ اس لئے ہم نے بھی ان کا ذکر اسی ضمن میں کر دیا ہے ۔

۴۹ ۔ مخصوص نطقی کیفیات :

مذکورہ بالا عام علامات ضبط [جن کی اجمالی فہرست پیراگراف نمبر ۳۵ میں اور جن کی تفصیل پیراگراف نمبر ۳۶ تا ۴۸ میں گزری ہے] کے علاوہ کچھ ایسی علامات بھی ہیں جن کا تعلق مخصوص نطقی کیفیات یعنی قراءات کے کسی مخصوص طریق ادا سے ہے مثلاً إماله ، اشمام، رَوْم ، اختلاس اور تفخیم یا ترقیق ، قلقلہ وغیرہ ۔ یوں تو ان کو حرکات ثلاثہ کے بعد بیان کرنا چاہیئے اور کتب ضبط میں عموماً یہی ترتیب ملحوظ رکھی جاتی ہے ۔ کیونکہ دراصل تو یہ کسی حرکت کا ہی مخصوص صوتی یا نطقی طریق اداء ہوتا ہے ۔ مگر ہم اس کی مخصوص نوعیت کی بنا پر آخر پر لائے ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ سب کیفیات اول تو تمام قراءات میں نہیں پائی جاتیں ۔ دوسرے ان کا استعمال بہت کم ۔ بعض معدود کلمات ۔ تک محدود ہے اور تیسرے اس لئے بھی کہ یہ کیفیات ایک طرح سے تجوید کے تکمیلی مراحل سے متعلق ہیں ۔ اس لئے بھی ان کا بیان آخر پر

ہونا چاہیئے ۔ لہذا ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں:۔

★ امالہ اور اشمام کا چونکہ روایت حفص میں أیک ایک مقام ہے [ہودٗ : ۴۱ اور یوسف : ۱۱] اس لئے بعض مصاجف میں تو اس کے لئے کوئی علامت مقرر کرنے کی بجائے متعلقہ لفظ کے نیچے باریک قلم سے ,, امالہ " یا ,, اشمام " لکھ دیتے ہیں (۱۳۲) بعض مصاحف میں اس کےُ لئے نہ کوئی علامت بناتے اور نہ ہی کسی اور طریقے سے اشارہ کرتے ہیں مثلاً ایرانی مصاحف اور عام پاکستانی مصاحف ۔ البتہ ایسے پاکستانی مصاحف میں سورہ ہود (آیت ۴۱) کے سامنے حاشیے پر یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ حفص نے یہاں ,, ر " کو امالہ سے پڑھا ہے ۔ اشمام کے لئے عام پاکستانی مصاحف میں بھی کوئی علامت یا اشارہ موجود نہیں ۔ یہ علامت کی بجائے بصورت لفظ ,, اشمام " یا ,, امالہ" رہنمائی اصطلاح سے واقف آدمی کے لئے تو مفید ہو سکتی ہے مگر عام (صرف ناظرہ خواں) قاری کے لئے بے فائدہ ہے ۔

بعض مصاحف میں اس ایک ایک مقام کے لئے الگ الگ علامت وضع کی گئی ہے اور ,, ضمیمة التعریف " یا مقدمہ میں اس کی وضاحت کر دی جاتی ہے (۱۳۳) ۔

★ ورش ، قالون اور الدوری کی روایات میں امالہ کبریٰ بھی حفص والے امالہ کے علاوہ دوسرے مقامات پر آیا ہے مثلاً قالون کے ہاں ,,ھار" التوبة ۱۰۹ میں اور ورش کے ہاں لفظ ,, طہ" میں ۔ اس کے علاوہ ان کے ہاں امالہ صغریٰ (تقلیل) زیادہ ہے (۱۳۴) ۔ الدوری کے ہاں بھی دونوں قسم کے ,, امالے " موجود ہیں ۔ اسی لئے سوڈانی مصحف میں ہر دو امالہ کے لئے الگ الگ علامات اختیار کی گئیَ ہیں (۱۳۵) ۔

★ رَوم ایک خاص نطقی کیفیت ہے جو ماہر اساتذہ سے زبانی سیکھی جا سکتی ہے (۱۳۶) ۔ کہا جاتا ہے کہ الخلیل نے اس کے لئے

بھی کوئی علامت تجویز کی تھی (۱۴۷) ۔ مگر اب مصاحف میں اس کے لئے کوئی علامت نہیں لگائی جاتی کیونکہ اس کی تعلیم شفوی ھی ھو سکتی ہے ۔

★ اختلاس کا استعمال بھی چند ایک قراءات میں اور چند کلمات میں ہے مثلاً قالون اور الدوری کے ھاں ۔ اس کے لئے بطور علامت متعلقہ حرف کے اوپر یا نیچے ایک گول نقطہ بغیر حرکت کے لکھ دیتے ھیں ۔ ایسا ھی گول نقطہ بعض دفعہ امالہ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے (۱۴۸) ۔

★ بعض خاص حرفوں مثلاً ,, ل " اور ,, ر " کی تفخیم یا ترقیق کے قواعد کتب تجوید میں بیان کئے جاتے ھیں ۔ خصوصاً لام جلالت (اللّٰہ) کے ضمن میں ۔ مگر کسی کتاب ضبط وغیرہ میں اس کے لئے کوئی علامت ضبط کبھی تجویز نہیں کی گئی ۔ یہ پاکستانی ,,تجویدی قرآن مجید" کی ھی خصوصیت ہے کہ اس میں لام جلالت کی تفخیم اور ترقیق کے لئے مخصوص علامت ضبط اور حرف ,, ر " کی تفخیم یا ترقیق کے لئے ,, ر " یا ,, ر " کا مخصوص طریق کتابت اختیار کیا گیا ہے (۱۴۹) ۔

★ حروف ,, قطب جد " جب ساکن ھوتے ھیں تو ان کا تلفظ مخرج میں ایک خاص دباؤ کے ساتھ نکلتا ہے۔اس نطقی کیفیت کو قلقلہ کہتے ھیں ۔ امالہ کی طرح قلقلہ بھی دو قسم کا ھوتا ہے ۔ قلقلہ صغری اور قلقلہ کبری (۱۵۰) ۔ تاھم نہ تو کتب ضبط میں اس کے لئے کوئی علامت مذکور ھوئی ہے اور نہ مصاحف کی کتابت میں کہیں کوئی مستعمل علامت نظر سے گذری ہے ۔ اس طرح یہ بھی پاکستانی" تجویدی قرآن" کی ھی خصوصیت ہے کہ اس میں حروف قلقلہ (قطب جد) کے لئے ایک مخصوص علامت سکون ,,۸" اختیار کی گئی ہے (۱۵۱) ۔

★ تعریه یعنی حروف کو علامت ضبط سے خالی رکھنے کے بارے میں بھی بلاد مشرق اور بلاد عرب اور افریقه میں مختلف قواعد رائج ھیں ۔ ان میں سے اکثر کا ذکر ادغام اور حروف زوائد کے ضمن میں گزر چکا ہے ۔ اعاده غیر ضروری ہے ۔

۵۰ ۔ کتابت مصاحف میں علامات ضبط کے اتنے متنوع اور مفصل استعمال کے باوجود یه حقیقت اپنی جگه قائم ہے که محض علامات ضبط کی بناء پر ۔ استاد کی شفوی تعلیم اور تلقی وسماع کے بغیر ۔ صحیح نطق اور درست قراء ت اور ٹھیک ٹھیک ,, اداء ،، کا سیکھنا ممکن نہیں ۔ علامات ضبط تعلیم قراء ت میں ممد و معاون ھیں مگر شفوی تعلیم سے مستغنی نہیں اور نه ھی استاد کا بدل ھیں (۱۵۲) ۔

★ کتابت مصاحف میں علامات ضبط کے اس کثیر التنوع استعمال سے یه بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے که علم الضبط کو علم الرسم کی طرح کی کوئی ایسی تقدیس حاصل نہیں ہے که کسی ایک زمانے یا کسی ایک علاقے میں رائج طریقِ ضبط کی پابندی کو واجب قرار دیا جائے (۱۵۳) ۔

★ اول تو روایات قراءات کے اختلاف یا اداء کے اختلاف کی بناء پر علامت ضبط کا اختلاف لازمی ہے ۔ گویه اختلافِ تنوع ہے اختلافِ تضاد نہیں ہے (۱۵۴) ۔ اس وقت دنیا بھر میں چار روایات قراءات کے ساتھ مطبوعه مصاحف دستیاب ھیں یعنی حفص عن عاصم، ورش عن نافع، قالون عن نافع اور الدوری عن ابی عمرو ۔ جس ملک اور جس علاقے میں جو قراءت متداول ہے وھاں عام آدمی کے لئے دوسری قراءت کے ساتھ مطبوعه مصحف سے درست تلاوت ھرگز ممکن نہیں ھوگی ۔ حکومت سوڈان کے بروایة الدوری مصحف شائع کرنے کی وجه یہی ھوئی که سوڈان میں صدیوں سے قراءت تو الدوری کی رائج تھی جس کے لئے قلمی مصاحف کا خریدنا بوجه گرانیٔ قیمت دشوار تھا ۔

مصر سے درآمدہ روایۃ حفص کے مطبوعہ مصاحف کم ھدیہ پر ملتے تھے ۔
اس سے اھل سوڈان کی قراءت نہ الدوری کی رھی اور نہ ھی حفص کی ۔ علمائے سوڈان اور حکومت سوڈان کی اس سلسلے میں جملہ مساعی کی تفصیل وھاں کی وزرات اوقاف کے تعارفی کتابچہ ,,کتابۃ المصحف الشریف ،، میں دی گئی ہے ۔

★ ایک ھی قراءت کی صورت میں بھی علامات ضبط مختلف استعمال کی جاتی رھی ھیں اور آج بھی یہ زمانی اور مکانی اختلاف موجود ہے ۔ مصر اور تمام ایشیائی ممالک میں روایت حفص عن عاصم ھی رائج ہے ۔ مگر مصر، ترکی ، ایران ، برصغیر اور چین وغیرہ میں رائج علامات ضبط میں بڑا تنوع ہے جس کی کچھ جھلک اسی مقالہ میں پیش کی گئی ہے ۔ کم و بیش یہی حال ان افریقی ملکوں کے مصاحف کا ہے جہاں قراءت ورش متداول ہے ۔

★ اگر ایک ھی روایت قراءت (مثلاً حفص) والے تمام اسلامی ملک مل کر اور متفقہ طور پر اپنے ھاں رائج قراءت کے لئے یکساں علامات ضبط مقرر کرکے اس کو نافذ کرنے کا منصوبہ بنا سکیں تو یہ یقیناً ایک مستحسن اقدام ھوگا ۔ مگر علامات ضبط کے اختیار اور انتخاب میں کسی علاقائی ترجیح کی بجائے افادیت ، جامعیت اور اختصار کو سامنے رکھا جائے ۔

★ یہ کام کرنے کی بجائے تمام پڑھنے والوں (خصوصاً ناظرہ خوانوں) کے لئے کسی خاص علاقے کی علامات ضبط پر مبنی مصحف سے ھی قراءت لازم قرار دینا ھرگز جائز نہیں ۔ اس بناء پر سعودی حکومت کا یہ اقدام-کہ حرمین میں آنے والے تمام ممالک کے لوگ صرف سعودی حکومت یا بلاد عرب کے مصاحف سے ھی تلاوت کریں —ھرگز جائز نہیں ہے ۔ اس مقصد کے حصول کے لئے سعودی حکومت نے اول تو مشرقی ممالک سے مصاحف کی درآمد اپنے ھاں بند کر دی ہے ۔ حجاج

سے معلوم ہوا ہے کہ پچھلے دو برس سے تو کسی حاجی کو حرم کے اندر اپنا ذاتی مصحف لے جانے کی اجازت بھی نہیں دی جا رہی ۔ برصغیر سے مصاحف کی درآمد پر اگر تو صرف رسم عثمانی کی خلاف ورزی کی وجہ سے پابندی لگتی تو یہ ایک معقول وجہ ہے ۔ مگر سعودی عرب کے جن نام نہاد علماء نے اپنی حکومت کو یہ غیر دانشمندانہ مشورہ دیا ہے ، انہوں نے سخت غلطی کی ہے ۔ رسم عثمانی اور ,, صرف اپنے ھاں رائج علامات ضبط کو " یکساں تقدیس دینا جہالت او تعصب کی علامت ہے علم اور دانشمندی کی دلیل ہرگز نہیں ہے (۱۵۵) ۔ کیونکہ اس طرح عملاً کم علم ناظرہ خوانوں کو غلط قراءت پر مجبور کیا جا رہا ہے ۔ علم الرسم کی اہمیت بلکہ تقدیس کا اپنا مقام اور درجہ ہے ۔ اور اس کی طرف مقالہ نگار شروع ھی میں (پیراگراف نمبر ۲) توجہ دلا چکا ہے ۔ شاید آئندہ کسی فرصت میں اس مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ پر بھی بحث کرنے کا موقع پیدا ہو جائے ۔

لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ۔

حوالے اور حواشی

(حوالہ جات کی وضاحت کیلئے دیکھئے آخر پر ,,مفتاح المراجع")

۱ ۔ غانم ص ۵۷ ۔ ۱۵۵

۲ ۔ تلخیص ص ۵

۳ ۔ الطراز ورق ۲/ب

۴ ۔ مثلاً مصحف الجماهيريه (ص ء ل و م و ن) من التعريف بالمصحف نیز دیکھئے المحکم ص ۳۸ ۔ الطراز ورق ۲۲/الف اور مصحف الحلبي ص ۵۲٦

۵ ۔ تمام کتابوں میں یہ لفظ اسی طرح ,,الدُؤَلي " (بضم الدال وفتح الهمزه) لکھا جاتا ہے صرف الدانی کی کتاب النقط مطبوعہ دمشق میں اسے ,,الدُئلي" (بضم الدال و كسر الهمزة) لکھا گیا ہے جو غالباً تسامح ہے ۔

٦ - مثلاً ابن درستویہ ص ٥٣ بیعد .
٧ - نیز دیکھئے غانم ص ٩٠ - ٣٨٩ اور المحکم (مقدمۃ محقق) ص ٢٧ - ٢٦ .
٨ - ابن درستویہ ص ٦٦، الخلیفہ ص ٢ اور المورد ص ٢٢٣ -
٩ - مصحف کی جمع مصاحف بمعنی نسخہ ہائے قرآن استعمال ہوتی ہے اور اس غرض کے لئے لفظ قرآن کو بصیغۂ جمع استعمال کرنا غلط ہے - جس کی مثالیں انگریزی میں شمل، آربری اور لنگز کے ہاں اور فارسی میں فضائلی اور عبدالمحمد خان وغیرہ کی کتابوں میں ملتی ہیں - (یعنی KORANS یا ,, قرآن ہا ,, لکھنا) - جمع کی غرض سے لفظ مصاحف ہی استعمال کرنا چاہیئے -
١٠ - صفدی ص ١٣، الجبوری ص ١٥٥، المنجد ص ١٢٦، اور غانم ص ٣٦٨
١١ - غانم ص ٥٥٣ - نیز دیکھئے اسی کا ص ٤٧٢ - ٤٧١ ، تفصیلی بحث کے لئے .
١٢ - حق التلاوۃ ص ١٣٣
١٣ - غانم ص ٣٦٧
١٤ - دیکھئے المنجد ص ٥٠ بیعد - نیز ,, مجلۃ الکلیۃ ,, ص ٣٢٣ .
١٥ - لنگز (١) : ص ١١
١٦ - الزنجانی ص ٨٩، الجبوری ص ١٥٨- الکردی ص ٩٣ و غانم ص ٥٣٩ بیعد .
١٧ - مختلف روایات کے حوالوں کے لئے دیکھئے غانم ص ٣٩١ اور ابو الاسود کی شخصیت کے تعارف کے مصادر کے لئے اسی (غانم) کا ص ٩٨ - ٣٩٧ (حواشی نمبر ٣٣ تا ٣١) نیز الأعلام جلد سوم ص ٣٤٠
١٨ - الجبوری ص ١٥١، غانم ص ٣٥١، الفہرست ص ٦٠، الکردی ص ٨٦ - ٨٥
١٩ - الزنجانی ص ٨٨ .
٢٠ - حوالہ مذکورہ بالا نیز قصہ ص ٥٢ ، غانم ص ٥٠١ بیعد اور المحکم ص ٣ بیعد .
٢١ - الکردی ص ٨٥ ، المحکم (مقدمۃ محقق) ص ٢٩ - ٢٨
٢٢ - اس موضوع پر مفصل اور دلچسپ بحث کے لئے دیکھئے غانم ص ١٦ - ٥٠٩
٢٣ - المقنع ص ١٢٥
٢٤ - ایک مدت تک بعض اہل علم قرآن کے ہر ایک حرف پر علامت ضبط لگانے کے مخالف تھے - ان کا خیال تھا کہ علامت ضبط صرف التباس سے بچنے کے لئے لگانی چاہیئے - دیکھئے المصاحف ص ١٣٣ نیز اس موضوع پر ذرا تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے غانم ص ٥٢٣ بیعد .
٢٥ - الکردی ص ٨٧، الجبوری ص ١٥٣
٢٦ - المنجد ص ١٢٧
٢٧ - صفدی ص ١٣
٢٨ - قصہ ص ٥٢ ، الزنجانی ص ٩٠
٢٩ - صفدی ص ١٣، غانم ص ٥٣٨ بیعد ، المنجد ص ١٢٥ بیعد - المورد ص ١٢ .
٣٠ - فضائلی ص ١٣٧ ، الکردی ص ٩٥ نیز صفدی ص ١٣
٣١ - لنگز (1) ص ٢٠ بیعد جہاں 1b اور اس کے بعد متعدد اندراجات میں یہ اصطلاح استعمال ہوئی ہے - نیز صفدی ص ١٣
٣٢ - تفصیل کے لئے دیکھئے ابن درستویہ ص ٥٣ بیعد ، المحکم ص ٣٥ بیعد ، الکردی ص ٩٥ - ٩٣، غانم ص ٥٥٦ بیعد اور فضائلی ص ١٣٧ .

۳۳ ـ الخط العربی ص ۱۲، الکلاک ص ۵۲ بحوالہ الرافعی ، فضائلی ص ۱۳۸ ، غانم ص ۵۷۱ بحوالہ البلوی ـ موخر الذکر مرجع میں اس ترتیب جدید کی نصر اور یحیی کی طرف نسبت کو محلِ نظر اور اسے حفنی ناصف کے ایک غیر مستند قول پر مبنی قرار دیا گیا ہے ـ اگرچہ اس ترتیب کے بعد از اسلام ظہور اور کم از کم الخلیل بن احمد کے زمانہ (اواخر قرن دوم) تک "معروف" ہونے کا اقرار بھی کیا ہے ـ تفصیل کے لئے دیکھئے نفس المرجع (یعنی غانم) ص ۷۲ ـ ۵۷۱ .

۳۴ ـ اور اس تنوع پر ایک دلچسپ تبصرہ کے لئے دیکھئے الکردی ص ۹۵ ـ ۹۳ .

۳۵ ـ المحکم ص ۳٦ ، المصور ص ۳۳۵ و ۳۳۸

۳٦ ـ غانم ص ٦۲ ـ ۵٦۱ ـ اور اس طرز تحریر کا نمونہ دیکھنے کے لئے دیکھئے لنگز (I) پلیٹ نمبر II و III اور لنگز (III) کی پلیٹ نمبر ۱ ، ۸ نیز آربری کی پلیٹ نمبر ۱۵ (موخر الذکر رنگدار نہیں تاہم دونوں قسم کے نقاط کا صاف پتہ چل جاتا ہے)

۳۷ ـ المحکم (مقدمۂ محقق) ص ۳۹ جہاں رنگدار نمونہ بھی دیا گیا ہے ـ

۳۸ ـ الجبوری ص ۱۵۳، الکردی ص ۸۷ ـ ۸٦ ، الزنجانی ص ۸۸ اور عبود ص ۴۰ ، المقنع ص ۱۳۰ اس کا نمونہ دیکھئے آربری پلیٹ نمبر ۱ (اول)

۳۹ ـ دیکھئے حوالہ نمبر ۳۷ مذکورہ بالا ـ نیز دیکھئے یہی کتاب (المحکم) ص ۵۰ ببعد اور الطراز ورق ۲۸ الف و ب . جہاں اس کو تشدید اھل مدینہ کہا گیا ہے ـ

۴۰ ـ الزنجانی ص ۹۰ ، المحکم ص ۸۳ ببعد .

۴۱ ـ المنجد ص ۱۲۷

۴۲ ـ الزنجانی ص ۹۰

۴۳ ـ مثلاً المحکم ص ۹ پر بعض مشاہیر نُقّاط کا ذکر ہے اور اسی کتاب میں متعدد جگہ پر "نُقّاط اندلس" ، "نُقّاط مدینہ" وغیرہ کا حوالہ موجود ہے ـ

۴۴ ـ مثلاً دیکھئے آربری پلیٹ نمبر ۱ ، لنگز (I) پلیٹ نمبر ۲، ۳ اور لنگز (III) پلیٹ نمبر ۱ ، ۲ ، ۳، ۴ ، ٦، ۷ اور ۸

۴۵ ـ قصہ ص ۵۲، صفدی ص ۱۳، فضائلی ص ۱۳۸، الکردی ص ۹۱ ، غانم ص ۵۰۵ ببعد .

۴٦ ـ الطراز ورق ۳/ب ، ۴/الف ـ نیز اس "نابغۂ عصور" ہستی کے تعارف اور اس کے اصل مراجع کے لئے دیکھئے الاعلام ج ۲ ص ۳٦۳ اور جرجی ج ۲ ص ۱۴۳ حاشیہ شوقی ضیف ۴۷ ـ

۴۷ ـ تفصیل کے لئے دیکھئے المحکم ۳٦ ـ ۳۵ اور غانم ص ۵۵۵ ببعد

۴۸ ـ الطراز ورق ۵/ ب ، الکردی ص ۹۱

۴۹ ـ قصہ ص ۵۳، عبود ص ۳۹ ببعد ـ مجلہ الکلیہ ص ۳۳۰، فضائلی ص ۳۹ ـ ۱۳۸ و غانم ص ۵۸۹ ببعد ـ

۵۰ ـ المحکم ص ٦ ، عبود ص ۳۹ جہاں مصنفہ نے علامت روم و اشمام سے عدم واقفیت کا ذکر کیا ہے مگر غانم نے (ص ۵۰۸) سیبویہ تلمیذ الخلیل کے حوالے سے ان علامات کی صورت کا ذکر کیا ہے ـ

۵۱ ـ دیکھئے حوالہ نمبر ۴۹ مذکورہ بالا .

۵۲ ـ المحکم ص ۴۳ نیز غانم ص ۵۰۱ ببعد .

۵۳ ـ صفدی ص ۱۳ ـ

۵۴ ـ حواله نمبر۵۳، غانم ص ۵۲۲ بحواله ابن المناوی نیز دیکھئے لنگز (II) پلیٹ نمبر ۳۵، ۹۷ اور ۹۸ .

۵۵ ـ ماهرین فن تو فن کی مخصوص کتابوں کے ذریعے تمام هی قراءات کا مطالعه کرتے رهتے هیں ـ یہاں هم نے صرف چار روایات کا ذکر اس لئے کیا ہے که زیاده تر یہی مختلف علاقوں میں رائج هو گئی تھیں ـ اور ان علاقوں میں عوام کے لئے تیار کرده مصاحف مین حسب روایت هی ضبط کا خیال رکھنا پڑتا تھا ـ اور قراءات کا یه انتشار اور رواج اب تک جاری ہے ـ مثلاً اس وقت حفص کی روایت تمام ایشیائی ممالک اور مصر میں ، قالون کی روایت لیبیا اور تونس میں ، ورش کی روایت مراکش، نائیجریا اور غانا میں اور الدوری کی روایت یمن اور سوڈان میں رائج ہے ـ اور ان روایات و قراءات کے مطابق مصاحف مطبوعه دستیاب هیں ـ

۵۶ ـ المُقنع ص ۱۲۷

۵۷ ـ الطراز ورق ۱۲/ب ـ نیز دیکھئے المحکم ص ۲۷ جہاں اسے ,, نقط علی الطول " اور ,, نقط علی العرض) کہا گیا ہے ـ

۵۸ ـ المحکم ص ٦٧ ـ ۵۷ اور الطراز ورق ۷/ ب .

۵۹ ـ المحکم ص ۳

٦۰ ـ الفہرست ص ٦۱

٦۱ ـ الفہرست ص ۵۳ ، ابن الندیم نے یزیدی کی وضاحت نہیں کی ـ ڈاکٹر عزة حسن نے اپنے مقدمه میں یحیی بن مبارک یزیدی (م ۲۰۲هـ) اور اس کے تین بیٹوں (یزیدیون) کا ذکر کیا ہے ـ مگر زرکلی نے صرف ابراهیم بن یحیی(م ۲۲۵ هـ) کا مؤلف ,, کتاب النقط و الشکل" هونا بیان کیا ہے دیکھئے الاعلام ج ۱ ص ۲۳۸ و ج ۹ ص ۴۷ .

٦۲ ـ المحکم (مقدمه محقق) ص ۳۳ ـ ۳۴

٦۳ ـ نفس المصدر (المحکم) ص ۹

٦۴ ـ حواله نمبر ٦۲ ص ۲۵

٦۵ ـ الطراز ورق ۸/ب ، نیز غانم ص ۳۸۲

٦٦ ـ المصاحف : ص ۱۴۳ ببعد

٦۷ ـ ابن درستویه ص ۵۳ ببعد (دو فصلیں)

٦۸ ـ دیکھئے غانم ص ۳۸۲ ببعد

٦۹ ـ ملاحظه هو الطراز ورق ۱۲٦/ ب ببعد .

۷۰ ـ مصحف الحلبی ص ۵۲۴ ـ اس مصحف کے ضمن میں ایک قابل ذکر واقعه یه ہے که ۱۹٦۰ـ۷۰ء کے درمیان فقیر وحید الدین کے زیر اهتمام اسی مصحف کے عکس پرمبنی ایک خوبصورت رنگدار ایڈیشن شائع هوا تھا ـ پھر اسی کی ایک هوبہو نقل تاج کمپنی نے بھی شائع کر دی تھی ـ مگر عجیب بات یه ہے که اس پاکستانی نسخے کے آخر پر اصطلاحات الضبط کا اصلی مصری نسخے والا بیان تو جوں کا توں موجود ہے لیکن مصحف کے اندر بعض مذکوره علامات کو بدل دیا گیا ہے ـ معلوم نہیں یه کیوں اور کیسے کیا گیا ہے ـ غالباً غیر مانوس علامات ضبط کے بارے میں جہالت اور تعصب هی اس تبدیلی کا باعث بنا ـ

۷۱ـ ابن الندیم نے سجستانی کی کتاب النقط والشکل کا بھی ,, بجداول و دارات " هونا بیان کیا ہےـ دیکھئے الفہرست ص ۵۳ .

۷۲ ـ پوری تفصیل کے لئے دیکھئے ,, کتابة المصحف ،، (مذکورہ کتابچہ) ص ۱۸ تا ص ٦٣ ـ

۷۳ ـ مذکورہ بالا جن مصاحف کے ساتھ روایت قراءت کی، تصریح نہیں کی گئی وہ سب بروایة حفص عن عاصم ھیں ـ روایة ورش عن نافع پر مبنی متعدد ملکوں کے مطبوعہ مصاحف عام ملتے ھیں مگر ان میں سے کسی کے ساتھ اس قسم کا ضمیمہ برائے تعارفِ علاماتِ ضبط دیکھنے میں نہیں آیا ـ

۷۴ ـ غانم ص ۱۰ ـ ڈاکٹر غانم کو اپنی کتاب ,, رسم المصحف،، کے لئے دارالکتب المصریہ سے بمشکل نو (۹) قلمی مصاحف سے استفادہ کا موقع مل سکا ـ دیکھئے ان کی فہرست مصادر ص ۷۸۵ بعد ـ

۷۵ ـ مثلاً لنگز کی دونوں کتابیں (۳، ۱۱۱) ، آربری کی کتاب ، بعض رسائل اور جرائد میں شائع ہونے والے نمونے یا مثلاً برٹش لائبریری بورڈ کے شائع کردہ ,, قرآن کارڈ ،، وغیرہ ـ

۷٦ ـ بعض مطبوعہ مصاحف میں بھی علامات ضبط کو متن کی سیاھی سے مختلف رنگوں میں چھاپنے کا التزام کیا گیا ہے ـ مثلاً ایران سے انتشارات صالحی کی طرف سے خالقی زنجانی کی کتابت کے ساتھ ۱۳۹۵ ھ میں شائع ہونے والا ضخیم و جمیل مترجم مصحف جس میں تمام علامات ضبط سرخ سیاھی سے چھپے ھیں ـ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ,, کلیة القرآن،، کے ایک اسی قسم کے منصوبہ طباعت قرآن کے نمونے کے کچھ صفحات مجلة الکلیة میں چھپے ھیں (دیکھئے مجلہ مذکورہ ص ٦٢ ـ ۳۵۵) مختلف (بلکہ قلمی دور کی طرح چار مختلف) رنگوں میں مصحف کی طباعت کے بہترین نمونے نائیجریا کے بعض مصاحف کی صورت میں ملتے ھیں مثلاً الشریف بلا کے زیر اھتمام کانو (نائیجریا) سے ۱۳۹۸ ھ/ ۱۹۷۸ء میں شائع ہونے والا ایک مصحف ، جس میں متن سیاہ اور علامات تین رنگوں میں ھیں .

۷۷ ـ دیکھئے ابن درستویہ ص ۱۰ ببعد .

۷۸ ـ نیز دیکھئے عبود ص ۳۰ ـ ۳۹ .

۷۹ ـ المحکم ص ۵۰ ـ ۴۷ و ۴۷ اور الطراز ورق ۲۸ بحث تشدید ـ

۸۰ ـ مثلاً دیکھئے یہی کتاب (المحکم) ص ۹ ـ ۸ اور ص ٦۰ ببعد .

۸۱ ـ نائیجیریا کی طرح سوڈان میں بھی قلمی مصاحف کی کتابت میں چار سیاھیاں استعمال ہوتی تھیں یعنی متن کالی سیاھی سے،حرکات سرخ اور ھمزة الوصل کے لئے سبز اور ھمزة القطع کے لئے زرد رنگ ـ حکومت سوڈان بھی اپنے عوام کے لئے اسی طرح چار رنگوں میں مصحف طبع کرانا چاھتی تھی کیونکہ قلمی مصاحف مہنگے ہوتے تھے اور مصر سے آنے والے مطبوعہ مصاحف روایة حفص میں ہوتے تھے ـ [سوڈان میں الدوری عن ابی عمرو البصری کی روایت رائج ہے] اس غرض کے لئے ۱۹٦٦ء میں جامعہ ام درمان کے وائس چانسلر ڈاکٹر کامل باقر نے کراچی میں تاج کمپنی سے ایک قلمی سوڈانی مصحف کی رنگدار عکسی طباعت کے لئے بات چیت کی مگر کمپنی نے اتنے اخراجات بتائے کہ انہیں پاکستان سے یہ نسخہ چھپوانے کی ہمت نہ پڑی ـ اس سے پہلے ۱۹٦۰ء میں مصر کے جمال عبدالناصر بھی سوڈان کی اسی قسم کی درخواست کو بوجوہ قبول نہ کر سکے تھے ـ تفصیل کے لئے دیکھئے کتابچہ ,, کتابة المصحف ،، ص ۱۴ ، ۱٦ ، ۳۳ اور ۳۵

۸۲ ـ تفصیل کے لئے دیکھئے مقالہ ھذا کا پیراگراف نمبر ۱۰ اور نمونہ کے لئے دیکھئے المحکم (مقدمہ) ص ۳۸ اور مجلة الکلیة ص ۳۳۱ نیز اسی مجلہ کا سرورق .

۸۳ ۔ اس کی تفصیل اسی مقالہ کے پیرا گراف نمبر ۲۱ اور ۲۲ میں گزر چکی ہے۔

۸۴ ۔ نمونے کے لئے دیکھئے لنگز (LXI) پلیٹ نمبر ۱۱ تا ۱۵ ، ۳۱ ، ۵۰ ، ۵۶ تا ۵۸ ، ۸۳ و ۹۵ و ۹۶ ، ۱۰۶ و ۱۰۷ ہے

۸۵ ۔ المقنع ص ۱۲۹ ، المحکم (مقدمہ) ص ۳۸ نیز دیکھئے اسی کتاب کا ص ۵۱ ۔

۸۶ ۔ الطراز ورق ۲۴ / ب ، غانم ص ۵۸۸ ببعد ۔

۸۷ ۔ مصحف الحلبی ص ۵۲۴ ۔

۸۸ ۔ چینی نمونے کے لئے دیکھئے ,,ختم القرآن،، اور ,,الخطب الاربعون،، نیز دیکھئے آربری پلیٹ نمبر ۷۰ اور اسی مقالے کے آخر پر ایک چینی قلمی مصحف کا نمونہ ۔ اس طرح کے ایرانی نمونے کے لئے ملاحظہ ہو ,,قرآن مجید بخط نستعلیق،، (بقلم حسین میرخانی) از انتشارات کتابخانہ ابن سینا ۱۳۸۵ ھ ۔ جس میں دونوں علامات سکون بغیر کسی تمیز کے لگائی گئی ہیں ۔

۸۹ ۔ تجویدی قرآن (مقدمہ) ص ۱۵ و ص ۱۹

۹۰ ۔ مصحف الملک (ضمیمۃ التعریف) ص ح ، ط اور مصحف المدینہ (التعریف) ص ج و د

۹۱ ۔ الطراز ورق ۱۹/ب و ۲۰/الف

۹۲ ۔ دیکھئے مصحف الجماهیریہ (التعریف) ص ل ، مصحف بروایۃ قالون (بقلم الخماسی) کا ضمیمۃ التعریف [جس پر ویسے صفحے نہیں ڈالے گئے] کا ص ۳ نیز الطراز ورق ۱۹ / ب ۔

۹۳ ۔ دیکھئے اوپر حاشیہ ۸۹

۹۴ ۔ مثلاً مصری ، سعودی اور افریقی مصاحف میں (دیکھئے ان کے ضمیمہ ہائے تعریفی) ۔

۹۵ ۔ مثلاً پاکستانی تجویدی قرآن مجید میں دیکھئے اس کا مقدمہ ص ۲۰

۹۶ ۔ مثلاً برٹش لائبریری کا رنگدار مطبوعہ ,, قرآن کارڈ،، نمبر BL-C/OM/050 جو مصر میں لکھے گئے پانچ سو سال پرانے ایک قلمی مصحف سے لیا گیا ۔ چینی اور ,, بہاری،، مصاحف کے کچھ قلمی اوراق مقالہ نگار کے پاس موجود ہیں جن سے یہ معلومات لی گئی ہیں ۔

۹۷ ۔ نمونہ کے لئے دیکھئے مذکورہ بالا ,, قرآن کارڈ،، نیز لنگز (LXI) پلیٹ نمبر ۴۵ ۔

۹۸ ۔ المحکم ص ۴۹ ببعد ۔ نیز الطراز ورق ۲۶/الف ببعد ۔

۹۹ ۔ تفصیل کے لئے رجوع کیجئے مقالہ هذا پیراگراف نمبر ۱۷

۱۰۰ ۔ غانم ص ۵۹۰ ببعد ۔

۱۰۱ ۔ المقنع ص ۱۲۷ ، المحکم ص ۶۸

۱۰۲ ۔ ایرانی اور خصوصاً ترکی مصاحف میں تنوین کی طرح عام نون ساکنہ کے بعد بھی ,,ب،، کی وجہ سے اقلاب بمیم کے لئے کوئی علامت استعمال نہیں ہوتی ہے مثلاً وہ مِنۢ بعدہ ،، اور ,, امدًا بعیدًا ،، ہی لکھتے ہیں ۔ ۔ اور یہ ان مصاحف کے ضبط کا عیب ہے۔

۱۰۳ ۔ یہ طریقہ عرب اور افریقی ممالک کے مصاحف کے علاوہ ترکی اور ایران میں بھی رائج ہے۔ قاعدہ کے بیان کے لئے دیکھئے مندرجہ ذیل مصاحف کے ضمیمہ ہائے ,, التعریف،، ۔ مصحف المدینہ ص"د"، مصحف الجماهیریہ صـ ل ۔

۱۰۴ ۔ حق التلاوۃ صـ ۶۹ ، الکلاک ص ۷۰ ۔

۱۰۵ ۔ مثلاً مصری اور سعودی مصحف جہاں زائد کی علامت ,, x ،، کی بجائے (,, ٥ ،،) ڈالی گئی ہے ۔

۱۰۶ ۔ مثلاً دیکھئے ترکی مصحف بقلم حامد ایتاج شروع سورۃ البقرۃ ھی میں ,, اولئک ،، .

۱۰۷ ۔ مثلاً دیکھئے ایرانی مصحف بقلم طاھر تبریزی شروع سورۃ البقرہ ھی میں ,, اولئک ،،

۱۰۸ ۔ مثلاً مصری مصحف الحلبی ، ایرانی مصحف بخط سید حسین میر خانی اور ترکی مصحف بخط حافظ عثمان .

۱۰۹ ۔ مصحف الحلبی ص ۵۲۳، ص ۵۲۵، بیان علامات (التعریف)

۱۱۰ ۔ بعض ترکی اور ایرانی مصاحف کا ذکر اوپر حاشیہ نمبر ۱۰۶ تا ۱۰۸ میں آیا ہے ۔ چینی مطبوعہ نمونے ہمارے سامنے صرف ,, ختم القرآن،، اور ,, الخطب الاربعون،، کے ھی تھے ۔

۱۱۱ ۔ حق التلاوۃ ص ٦٨ و الکلاک ص ٦٩ و ص ۱۰۴ .

۱۱۲ ۔ تاریخ القرآن ص ۲۲۳ ۔ ۱۸۳

۱۱۳ ۔ یہی کتاب ص ۲۷ ، سوال ۱۵

۱۱۴ ۔ اس روایت کو صرف صفاقسی نے کسائی کی طرف منسوب کیا ہے ۔ الدانی نے التیسیر اور ابن مجاھد نے کتاب السبعہ میں کہیں اس کا ذکر نہیں کیا ۔ دیکھئے صفاقسی مطبوعہ برحاشیہ سراج القاری ص ۳۵۹ ۔

۱۱۵ ۔ الطراز ورق ۱۸۳/الف تا ورق ۸۴/ب

۱۱۶ ۔ اور اس بات کا اعتراف تو ,, الطراز،، میں بھی موجود ہے ۔ دیکھئے الطراز ورق ۸۳/الف .

۱۱۷ ۔ اور فرق کی اس صورت کا ذکر بھی الطراز میں موجود ہے دیکھئے الطراز ورق ۸۴/الف .

۱۱۸ ۔ وضاحت کے لئے دیکھئے مقدمہ تجوید ی قرآن ص ۱۸

۱۱۹ ۔ ابن درستویہ ص ۱۰۵ (حاشیہ ۳٦)

۱۲۰ ۔ حروف زوائد کی تفصیل کے لئے دیکھئے حق التلاوۃ ص ۱۵۴ ببعد .

۱۲۱ ۔ المقنع ص ۱۳۰ ببعد نیز الطراز ورق ۹۳ ب ببعد .

۱۲۲ ۔ المحکم ص ۱۹۴ ۔ الطراز ورق ۱۰۵/ الف .

۱۲۳ ۔ اس فرق کو اچھی طرح اور عملاً سمجھنے کے لئے کلمہ ,,أَفَإِيْنْ،، یا ,, أَفَإِنْ [آل عمران : ۱۴۴ اور الانبیاء ۳۴] کا ضبط کسی مصری یا سعودی مصحف میں اور پھر برصغیر کے کسی مصحف میں دیکھئے . آپ دیکھیں گے تلفظ دونوں ضبط کے ساتھ ایک ھی بنتا ہے یعنی ,, أَفَئِنْ جو لَئِنْ کی طرح ہے ۔ اور اگر لَئِنْ پر قیاس کریں (جو متفق علیہ ضبط ہے) تو پھر ,,ی،، کی بجائے الف کو زائد ماننے والوں کا موقف زیادہ قرین صواب ہے ۔ واللہ اعلم ۔

۱۲۴ ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے غانم ص ۵۹۷ ببعد) الطراز ورق ۷۱/الف ببعد .

۱۲۵ ۔ حروف محذوفہ کی نوعیت اور مزید مختلف مثالوں سے آگاھی کے لئے دیکھئے کتاب حق التلاوۃ ص ۱۳۹ تا ۱۵۳ .

۱۲۶ ۔ ھمزۃ الوصل کی تعریف اور اس کی جملہ صورتوں کے تعارف کے لئے دیکھئے الکلاک ص ۱۱۸ تا ۱۲۱ اور حق التلاوۃ ص ۳۹ تا ۴۱ ۔

۱۲۷ ۔ المحکم ص ۸۵ مگر نبیہ عبود نے اس کے لئے لفظ ,, وصلہ ،، استعمال کیا ہے ۔ (دیکھئے عبود ص ۳۰) ۔ عربی مصادر میں یہ لفظ ان اصطلاحی معنوں کے لئے نظر سے نہیں گزرا .

۱۲۸ ۔ نمونے کے لئے دیکھئے المحکم (مقدمۂ محقق) ص ۳۹

١٢٩ ـ دیکھئے یہی کتاب (المحکم) ص ٨٧ جہاں مؤلف نے ایسے دو مصاحف کا خصوصاً ذکر کیا ہے ـ

١٣٠ ـ غانم ص ٥٩٣ جہاں ترتیب زمانی کے ساتھ بعض نمونوں کا ذکر موجود ہے ـ

١٣١ ـ ترکی کے حافظ عثمان کے مکتوبہ مصحف میں علامة الصله موجود ہے مگر مصطفی نظیف اور حامد ایتاج نے اسے استعمال نہیں کیا ہے ـ

١٣٢ ـ نمونے کے لئے دیکھئے لنگز (LI) پلیٹ نمبر ٩٦ تا ٩٨ ـ اسی کتاب میں پلیٹ نمبر ٣٥ دیکھئے جس میں دونوں علامات بیک وقت استعمال کی گئی ھیں ـ
نیز دیکھئے قرآن کارڈ نمبر BL/C/OM/057 .

١٣٣ ـ حاشیه نمبر ٦٧ کی طرف رجوع کیجئے جس میں ایسے نائیجیری مصحف کا بھی ذکر ہے ـ

١٣٤ ـ دیکھئے مصحف الجماهیریه (التعریف بالمصحف) صـ ک اور سوڈانی مصحف (بروایة الدوری) کا ضمیمة التعریف صـ س .

١٣٥ ـ المحکم ص ٢٣ پر الدانی نے ابن مجاهد کا یه قول نقل کیا ہے که علم النقط (علم الضبط) جانے بغیر کسی مصحف سے قراء ت ناممکن سی بات ہے ـ یہی بات آج بھی سو فیصد درست ہے اور اس سے یه بھی واضح ہو جاتا ہے که حرمین شریفین میں سب لوگوں کو دیار عرب ھی کے مطبوعه مصاحف سے تلاوت پر مجبور کرنا ناظره خوانوں پر کتنا بڑا ظلم ہے ـ اھل علم کے لئے توخیر کوئی دشواری نہیں ہوگی ـ ,, وَ قلیل ما هم " .

١٣٦ ـ المحکم ص ٨٧ .

١٣٧ ـ الطراز میں یه بحث ورق ٣٧ تا ورق ٧١ پر پھیلی ہوئی ہے اور المحکم میں ص ٩٠ سے ص ١٧٣ تک همزة کے احکام بیان ہوئے ھیں ـ ایک قابل ذکر بات یه ہے که الطراز میں همزه کے لئے کبھی سرخ نقطه ، کبھی زرد نقطه اور کبھی ,, ء " کا استعمال تجویز کیا گیا ہے ـ اور ہر ایک کا اپنا خاص موقع استعمال ہے ـ طباعت کے دور میں چونکه همزۂ قطع کے لئے صرف ,, ء " کا استعمال ہوتا ہے اس لئے اب اس کے احکام نسبتاً مختصر ہو گئے ھیں ـ اب اختلاف اور تفصیل صرف موقع همزه میں ہوتی ہے نه که صورت همزه میں ـ

١٣٨ ـ الطراز ورق ١٢٠/ الف ببعد ، المحکم ص ١٩٧ ببعد اور غانم ص ٥٨١ .

١٣٩ ـ حق التلاوة ص ١٠٥

١٤٠ ـ تجویدی قرآن (مقدمه) ص ٢٣

١٤١ ـ ,,رپورٹ " مذکور ص ١٠ (ضبط : ٣)

١٤٢ ـ دیکھئے مصحف الحلبی اور ترکی مصاحف بقلم حافظ عثمان و حامد ایتاج متعلقه آیات ـ

١٤٣ ـ دیکھئے تجویدی قرآن (مقدمه) ص ٢٣، مصری مصحف (ضمیمه صـ م ـ مصحف الجماهیریه (ضمیمه) صـ م و ن مصحف المدینه (ضمیمه) صـ و ـ ان سب میں اماله و اشمام کے لئے متشابه اور مختلف علامات تجویز کی گئی ھیں ـ نیز اشمام (کلمات مُشَمّه) کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے حق التلاوة ص ٣٣ ـ

١٤٤ ـ حق التلاوة ص ١٢٣ پر امالات کی وضاحت ملاحظه کیجئے ـ

١٤٥ ـ کتابة المصحف " ص ١٩ و ٢٠ نیز دیکھئے سوڈانی مصحف (بروایة الدوری) کا ضمیمة ,,التعریف" صـ ن اور س جہاں اماله کبری اور اماله صغری کی الگ الگ علامات معهامثله مذکور ھیں ـ

۱۴۶ ـ حق التلاوۃ ص ۴۲ و ۴۳ .

۱۴۷ ـ دیکھئے اسی مقالہ کا پیراگراف ۲۱ اور حاشیہ ۵۰

۱۴۸ ـ مصحف الجماھیریہ (التعریف) صـ م اور سوڈانی مصحف (التعریف) صـ س و ع .

۱۴۹ ـ وضاحت کے لئے دیکھئے تجویدی قرآن مجید کا مقدمہ ص ۱۸ و ص ۲۲ اور ۲۳ .

۱۵۰ ـ حق التلاوۃ ص ۸۴ اور ۸۵

۱۵۱ ـ تجویدی قرآن مجید (مقدمہ) ص ۱۳

۱۵۲ ـ دوبارہ نظر ڈال لیجئے مقالہ ھذا کے پیراگراف ۳ اور حاشیہ ۴ پر .

۱۵۳ ـ کتابۃ المصحف ص ۱۸ اور ص ۳۱

۱۵۴ ـ ایضـاً ص ۴۴

۱۵۵ ـ مقالہ ھذا کے حاشیہ ۱۳۱ (پیراگراف ۳۸) میں جس رپورٹ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں پاکستانی مصاحف کی رسم عثمانی کی اغلاط والا بیشتر حصہ تو درست ہے اور حکومت پاکستان سے رسم عثمانی پر مبنی نسخۂ قرآن شائع کرنے کی درخواست مقالہ نگار بھی اپنے ایک مضمون (فکرونظر جلد ۲۲ شمارہ ۴) کے ذریعے کر چکا ہے ـ مگر رپورٹ مذکور میں پاکستانی مصاحف کی علامات ضبط اور شمار آیات سے متعلق اغلاط کی نشان دھی بے جا تعصب بلکہ کم علمی کی بھی دلیل ہے ـ ضبط کے بارے میں وہ اپنے ھی ضبط کے بہترین یا درست ہونے کے تعصب میں مبتلا ھیں اور شمار آیات کے سلسلے میں یہ رپورٹ تیار کرنے والے حضرات برصغیر کی علامات آیات کے نظام کو جو یقیناً زیادہ عالمانہ ہے ، سمجھ ھی نہیں سکے ـ اور خوبی کو بھی عیب شمار کر بیٹھے ھیں ـ

,, مفتـــاح المـــراجـــع "

مقالہ میں پیش کردہ معلومات میں سے بعض کا مصدر اور مرجع تو اس فن سے متعلق تالیفات اور نگارشات ھیں ـ اور کچھ معلومات قرآن کریم کے مختلف نسخوں کے مشاہدہ سے حاصل کردہ ھیں ـ مقالے میں کتابوں کے حوالے اختصار کے ساتھ مذکور ھیں ـ ذیل میں ان تمام حوالوں کی ,, مفتاح" ابجدی ترتیب کے ساتھ پیش کی گئی ہے ـ جس میں روایتی طریقے پر ہر ایک حوالے کے متعلق ضروری معلومات شامل ھیں ـ مقالے میں جن مصاحف کے حوالے آئے ھیں ان کو ابجدی ترتیب کے مطابق لانے کی بجائے ہم شروع میں ھی ان کی فہرست دئے دیتے ھیں ـ دوسرے مصادر و مراجع کا ذکر اس کے بعد آئے گا ـ

مصـــاحـــف

مقالے کی تیاری میں حسب ذیل مصاحف سے مدد لی گئی ہے

* وہ تمام تو مصاحف جن کا ذکر مقالے کے پیراگراف ۳۲ میں ہوا ہے ـ یہاں ہم ان کا مختصراً ذکر کرتے ھیں ـ مکمل تعارفی معلومات کے لئے متعلقہ پیراگراف اور اس کے حواشی ملاحظہ فرمائیں (ترتیب وھی ہے)

۱ ـ مصحف الملک ـ مصـــر .

۲ ـ مصحف مصطفی الحلبی ـ قاھرہ (یہ حواشی میں مختصراً „ مصحف الحلبی" کے نام سے مذکور ہوا ہے) ـ

۳ ـ حکومت شام کا مصحف

۴ ـ تجویدی قرآن مجید ـ لاہور ـ

۵ ـ حکومت سوڈان کا مصحف .

٦ ـ تونسی مصحف بکتابۃ الخماسی .

۷ ـ تونسی مصحف بکتابۃ الحاج زھیر .

۸ ـ سعودی „ مصحف المدینہ " . .

۹ ـ لیبی „ مصحف الجماھیریہ "

★ مندرجہ بالا مصاحف کے علاوہ کچھ اور مصاحف بھی مقالہ نگار کے سامنے تھے ـ ان میں سے بیشتر کا ذکر حواشی اور متن میں ہوا ہے ـ بعض دفعہ صرف ملک یا علاقے کے حوالے سی بھی (کسی خاص مصحف کا نام لئے بغیر) ذکر ہوا ہے اس لئے ذیل میں ان مصاحف کا ذکر ملک وار کیا جاتا ہے :

★ **ایـــرانی مصاحف :**

۱ ـ قرآن مجید بکتابت خالقی زنجانی از انتشارات صالحی ، تہران ۱۳۹۵ھ جو نہایت جمیل ، اور نہایت ضخیم مترجم نسخہ ہے .

۲ ـ قرآن کریم بخط طاھر خوشنویس تبریزی ، از اتشارات کتابفروشی علمیہ اسلامیہ ـ تہران ۱۳۷۷ھ مترجم نسخہ ہے (فارسی).

۳ ـ قرآن مجید بخط نستعلیق بکتابت سید حسین میرخانی، ازانتشارات کتابخانہ ابن سینا ـ تہران ۱۳۸۵ ھ ـ رنگدار اندراجات اور طباعت کے ساتھ .

★ **تـــرکی مصاحف :**

۱ ـ القرآن الکریم بخط الحافظ عثمان ـ دار الطباعۃ العربیۃ ـ بونس ایرس ـ ارجنٹائن (جنوبی امریکہ) ـ عکسی طباعت ۱۹٦۰ء .

۲ ـ المصحف الشریف ـ بخط حامد ایتاج الآمدی ـ مطبوعہ مغربی „ برلین" (جرمنی) ۱۹۷۹م ـ نہایت حسین و جمیل ایڈیشن ہے ـ

۳ ـ المصحف الشریف بقلم مصطفی نظیف قدرغہ وی مطبوعہ استنبول ۱۳۷۰ھ

★ **افریقی مصـــاحف :**

۱ ـ القرآن العظیم بروایۃ ورش بقلم التجانی المحمدی ـ مکتبۃ المنار تونس ۱۳۷۹ھ .

۲ ـ مصحف شریف بروایۃ ورش بخط مغربی شرکۃ التونسیۃ للتوزیع ، تونس ، ۱۹٦۹م نہایت خوبصورت رنگدار طباعت .

۳ ـ القرآن الکریم بروایۃ ورش مکتبہ غینیا ـ کوناکری ـ غانا ۱۳۵٦ھ

۴ ـ قرآن مجید بروایۃ ورش بخط افریقی ـ ناشر الشریف بلا ـ کانو نائیجیریا ۱۳۹۸ھ ، نہایت خوبصورت اور قلمی دور کی خصوصیات کا حامل مطبوعہ نسخہ ہے مندرجہ بالا مطبوعہ مصاحف کے علاوہ مقالہ نگار کے سامنے قلمی مصاحف میں سے ایک چینی مصحف کا ایک جزء ـ نائیجیری مصحف کے کچھ اجزاء اور خط بہار میں لکھے ایک مصحف کے کچھ اوراق تھے ، جن سے بڑی مفید معلومات حاصل ہوئی ہیں ـ

دیگــر مصــادر اور مــراجع

ذیل میں مصاحف کے علاوہ دوسرے مراجع کی ابجدی ,, مفتاح" دی گئی ہے

★ آربری ـ (دیکھئے انگریزی مصادر میں) Arthur .J. Arberry

١ ـ الأعلام= خير الدين زركلي ـ الأعلام ،طبعه ثالثه ١٢ مجلدات ، بيروت ١٣٩٠ هـ

٢ ـ تاریخ القرآن = محمد طاهر الكردى المكى ـ تاريخ القرآن ، مصطفى البابى ـ قاهره ١٣٧٢هـ
تلخیص = علی بن عثمان ابن القاصح ـ تلخيص الفوائد وتقريب المتباعد (شرح عقيلة للشاطبى) ـ مصطفى البابى قاهره ١٣٦٨هـ .

٣ ـ التيسير= عثمان بن سعيد الدانى ـ التيسير فى القراءات السبع ـ استنبول ١٩٣٠ م

٥ ـ الجبورى = سهيله ياسين الجبورى ، اصل الخط العربى وتطوره حتى نهاية العصر الاموى ـ بغداد ، ١٩٧٧م

٦ ـ جرجى = جرجى زيدان ، تاريخ آداب اللغة العربية ٣ مجلدات مع تعليقات دكتور شوقى ضيف ـ دار الهلال ـ قاهره ١٩٥٧م .

٧ ـ حق التلاوة = حسنى شيخ عثمان ـ حق التلاوة ـ مكتبه المنار ، الزرقاء ـ الاردن ، ١٣٠١هـ (الطبعة الثالثة) ـ

٨ ـ ختم القرآن = الجمعية الاسلامية الصينية كا شائع كرده مجموعه سور قرآنيه (جس میں اکیس سورتیں اور کچھ قرآنی ادعیه اور آیات اذکار ھیں) بیجنگ ١٣٠٣هـ [یه رساله چین میں رائج رسم وضبط قرآن کے بارے میں مفید معلومات دیتا ہے]

٩ ـ الخطب الاربعون = نامعلوم مؤلف کی مرتب کرده ,,کتاب خطب" مکتبه المؤمن ـ شنگھائی ـ چین ١٩٥٥م ـ اس کا دوسرا نام الخطب الاربعون لکھا ہے ـ مجموعۂ مواعظ ہے تاهم چین میں رائج عربی خط اور طریق ضبط کے سمجھنے میں مدد دیتا ہے ـ

١٠ ـ الخط العربى = ادريس عبدالحميد الكلاک ـ الخط العربى (خطوة اخرى على الطريق) ـ موصل ـ العراق ١٩٧٧م .

١١ ـ الخليفه = دكتور يوسف الخليفه ابوبكر (سوڈانی) کا مقاله بعنوان ,, الرسم القرآنى وصعوبات التعليم الناتجة عنه" جو سعودی عرب کے اخبار ,, المدينه المنوره " کی اشاعت ١٢ شوال ١٣٠١هـ میں شائع هوا تها ـ

١٢ ـ ابن درستوية = عبد الله بن جعفر الشهير بابن درستويه ، كتاب الكتاب مطبعه كاثوليكيه ـ بيروت ١٩٢٧م .

١٣ ـ رپورٹ = جامعه اسلامیه مدینه منوره کے دو اساتذه کی تیار کرده غیر مطبوعه رپورٹ (پاکستانی مصاحف کی اغلاط کے بارے میں) ـ تاریخ مذکور نهیں مگر غالباً ١٩٨٣م میں مرتب کرده اس رپورٹ کا مطالعه کئی لحاظ سے معلومات افزاء ہے ـ

۱۳ ـ الزنجانی = ابو عبداللہ الزنجانی ـ تاریخ القرآن ، مؤسسة الاعلمی ، بیروت ، ۱۳۸۸ ھـ .
★ شمل = (دیکھئے انگریزی مراجع میں) Schimmel, A.
۱۵ ـ صفاقسی = علی النوری الصفاقسی ـ غیث النفع فی القراءات السبع مطبوعه بهامش ,, سراج القاری المبتدی،، ، طبع مصطفی البابی ـ قاهره ۱۳۷۳ھـ .
★ صفـدی = (انگریزی مصادر میں) Y. H. Safadi .
۱۶ ـ الطراز = ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالجلیل التنسبی (م ۸۹۹ ھـ) الطراز فی شرح ضبط الخراز (الشریشی) ـ کتاب ابھی تک کہیں طبع نہیں ہوئی ـ مقاله نگار کے سامنے اس کے دو قلمی نسخوں کے فوٹو سٹیٹ تھے ـ کتاب کے بارے میں مزید معلومات مقاله کے پیراگراف ۲۹ میں موجود ہیں ـ
۱۷ ـ عبدالمحمد خان = عبد المحمد خان ایرانی ـ پیدائش خط و خطاطان ، از انتشارات کتابخانه ابن سینا = تہران ۱۳۳۶ خورشیدی ـ
★ عبود = (انگریزی مراجع میں) Abbott, Nabia
۱۸ ـ غانم = دکتور غانم قدوری الحمد ـ رسم المصحف ـ دراسة لغوية تاريخية ـ بغداد ۱۴۰۲ ھـ [عراق کی ہجرہ کمیٹی نے شائع کی ہے]
۱۹ ـ فضائلی = حبیب اللہ فضائلی ـ اطلس خط از انتشارات مشعل ، اصفهان ، ۱۳٦۲ شمسی
۲۰ ـ الفہرست = محمد بن اسحاق الندیم البغدادی ، الفهرست (لابن الندیم) ، المکتبه التجارية الکبری = القاهره ، ۱۳۴۸ھـ .
★ قرآن کارڈ = (انگریزی مصادر میں) British Library Board
۲۱ ـ قصه = ابراهیم جمعه ـ قصة الکتابة العربیه ، دار المعارف ، القاهره ۱۹۴۷م [عدد ۵۳ من سلسلة اقرأ] .
۲۲ ـ کتابة المصحف = وزراة الشئون الدينية والاوقاف ، السوڈان کا شائع کرده کتابچه ,, کتابة المصحف الشریف ،، (برواية الدوری) ۱۳۹۹ ھـ .
۲۳ ـ کتاب النقط = دیکھئے المقنع .
۲۴ ـ الکردی = محمد طاهر الکردی المکی الخطاط ـ تاریخ الخط العربی و آدابه ـ الطبعة الثانية ـ الرياض ، ۱۴۰۲ھـ
۲۵ ـ الکلاک = ادریس عبدالحمید الکلاک ـ نظرات فی علم التجوید ، بغداد ، ۱۴۰۱ھـ [عراق کی ہجرہ کمیٹی نے شائع کیا ہے]
★ لِنگز (I) ـ دیکھیئے انگریزی مصادر Lings & Safadi
★ لِنگز (II) دیکھیئے انگریزی مصادر Martin Lings
۲٦ ـ ابن مجاهد = ابوبکر احمد ابن مجاهد البغدادی ، کتاب السبعة فی القراءات ، تحقیق دکتور شوقی ضیف ـ دار المعارف ، القاهره ۱۴۰۰ ھـ
۲۷ ـ مجلة الکلیة = مجلة كلية القرآن الكريم والدراسات الاسلامية ، بالجامعة الاسلامية ـ المدينة المنورة ـ العدد الاول ، ۳ـ ۱۴۰۲ھـ
۲۸ ـ المحکم = ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی ـ المحکم فی نقط المصاحف ، تحقیق دکتور عزة حسن ـ دمشق ، ۱۳۷۹ ھـ (حکومت شام نے شائع کی)
۲۹ ـ المصور = ناجی زین الدین المصرف ـ مصور الخط العربی ـ بغداد ، ۱۹٦۸م .

۳۰ـ المصاحف = ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد السجستانی ـ کتاب المصاحف ، المطبعة الرحمانیه ، مصر ، ۱۳۵۵ھ .

۳۱ـ المقنع = ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی ـ المقنع ، بتحقیق محمد احمد دھمان ، دمشق ، ۱۳۵۹ھ اور اس کتاب کے ساتھ ھی آخر پر اسی مؤلف کی ,, کتاب النقط و الشکل ،، چھپی ہے ۔

۳۲ـ المنجد = الدکتور صلاح الدین المنجد ـ دراسات فی تاریخ الخط العربی منذ بدایته الی نهاية العصر الاموی ـ بیروت ، ۱۹۷۹م طبعه ثانیه .

۳۳ـ المورد = وزارة الثقافه والاعلام ـ عراق کے سرکاری مجله ,, المورد ،، کا عدد خاص ـ جلد ۱۵ـ عدد ۳ـ ۱۴۰۷ ھ .

ENGLISH REFERENCES

1. Abbott, Nabia: The Rise of the North Arabic Script and its Kuranic Development. Chicago, 1939.

2. Arthur J. Arberry: The Koran Illuminated. A Handlist of the Korans (Sic) in the Chester Beatty Library. DUBLIN, 1987.

3. British Library Board "Quran Cards" with Specimens (in original Colours) from Quran Mss. (with ref. Nos) London, 1976.

4. Lings & Safadi
The Qur'an, Exhibition Catalogue, London, 1976.

5. Martin Lings.
The Qur'anic Art of Calligraphy Illumination, London, 1976.

6. Schimmel, Annemarie, Calligraphy and Islamic Culture, New York University, Press, 1984.

7. Yasin Hamid Safadi.
Islamic Calligraphy, London, 1978.

ضمیمۂ نمونہ جات

اگلے اوراق میں بعض مصاحف خطیہ و مطبوعہ سے کچھ نمونے دئے گئے ہیں جن کے بغور مطالعہ سے علامات ضبط کے مختلف نمونوں اور ان کی عملی تطبیقات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اس مقصد کے لئے تمام نمونے قرآن کریم کی ایک ہی جگہ سے لئے گئے ہیں۔یہ تمام نمونے سورۃ النساء کی دو آیات (۹۲ ـ ۹۳) پر مشتمل ہیں ـ یعنی یہ دو آیات قریب قریب ہر نمونے میں موجود ہیں۔

—

ان تمام مصاحف کا ذکر مقالہ کے متن میں مختلف جگہوں پر ہوا ہے ، نیز دیکھئے ,, مفتاح المراجع "

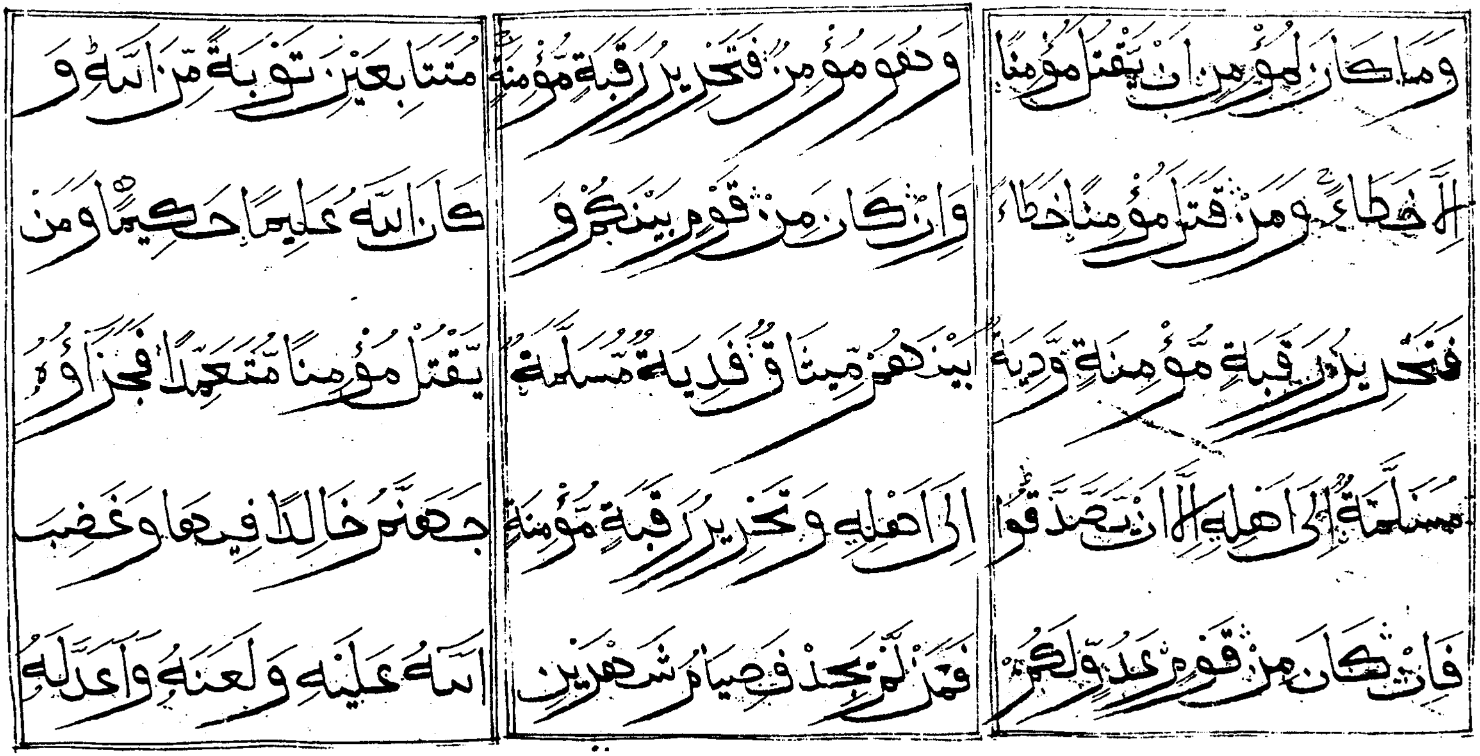

وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا
الا خطاء ومن قتل مؤمنا خطاء
فتحرير رقبة مؤمنة ودية
مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا
فان كان من قوم عدو لكم

وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة
وان كان من قوم بينكم و
بينهم ميثاق فدية مسلمة
الى اهله وتحرير رقبة مؤمنة
فمن لم يجد فصيام شهرين

متتابعين توبة من الله و
كان الله عليما حكيما ومن
يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه
جهنم خالدا فيها وغضب
الله عليه ولعنه واعد له

۱ ـ ایک چینی قلمی مصحف کے تین صفحات جن پر سورۃ النساء کی آیات ۹۲ ـ ۹۳ لکھی ہیں ـ اصل نسخہ میں بعض علامات ضبط مثلاً اخفاء کے لئے نقطے اظہار کے لئے ،، ن ،، اور ہائے کنایہ کی علامت اشباع سرخ رنگ سے لکھی ہوئی ہیں ـ

٢

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا
خَطَـًٔا وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ
أَن يَصَّدَّقُواْ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ
لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم
مِّيثَٰقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ وَتَحْرِيرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ ٱللَّهِ وَكَانَ
ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ ★ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا
مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا
وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ وَأَعَدَّ لَهُۥ
عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ
إِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُواْ
وَلَا تَقُولُواْ

٣

[illegible] وما كان لمؤمن أن يقتل مؤمنا إلا خطئا ومن قتل
مؤمنا خطئا فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة إلى أهله
إلا أن يصدقوا فإن كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحرير
رقبة مؤمنة وإن كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية
مسلمة إلى أهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد فصيام
شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليما حكيما
ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب
الله عليه ولعنه وأعد له عذابا عظيما يا أيها الذين

٤

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا
خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ
رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ
إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ
لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ
وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ
مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ
رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ * فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ
اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا
مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا

٢ ـ تونسی مصحف بروایة قالون بقلم الخماسی سے۔

٣ ـ تونسی مصحف بروایة قالون بخط الحاج زهیر سے

٤ ـ تونسی مصحف بروایة ورش بخط التجانی سے

نوٹ : ایک ہی ملک کے مصاحف میں ف ، ق کے نقطوں اور آخر پر آنے والے حروف .. ینفق.. کے طریق نقط کا فرق ملاحظہ کیجئے

٥

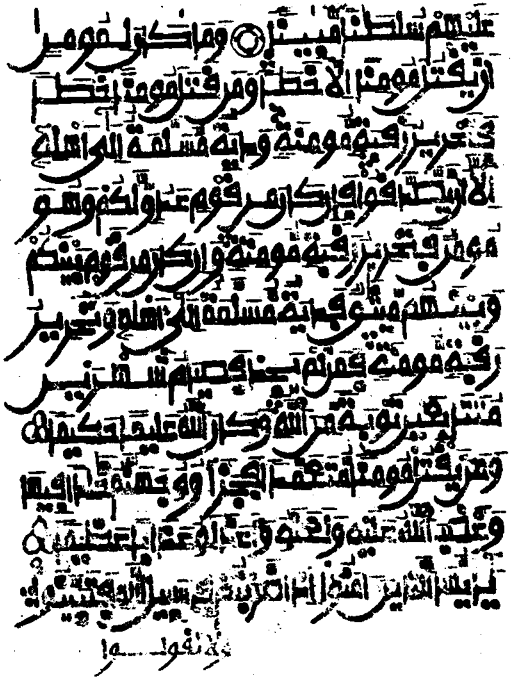

٦

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا وَمَن قَتَلَ
مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ
أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُوا۟ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِن كَانَ
مِن قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَـٰقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ ٱللَّهِ وَكَانَ
ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا
مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَـٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ
ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ وَأَعَدَّ لَهُۥ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾ يَـٰٓأَيُّهَا
ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُوا۟ وَلَا تَقُولُوا۟

٧

جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَـٰنًا مُّبِينًا ﴿٩١﴾ وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ
قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦٓ إِلَّآ أَنْ يَّصَّدَّقُوْا
فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ
يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً
مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ
يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ
خٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ
وَأَعَدَّ لَهُۥ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ

٥۔ نائیجیریا کے ایک مصحف بروایۃ ورش کا ایک صفحہ۔اصل چار رنگوں میں ہے۔ متن سیاہ۔ حرکات سرخ۔ ہمزۃ الوصل سبز اور ہمزۃ القطع سرخ۔

٦۔ سعودی مصحف/لمدینۃ بروایۃ حفص۔

٧۔ پاکستانی تجویدی قرآن مجید سے (نئی علامات ضبط ملاحظہ کیجئے)

8

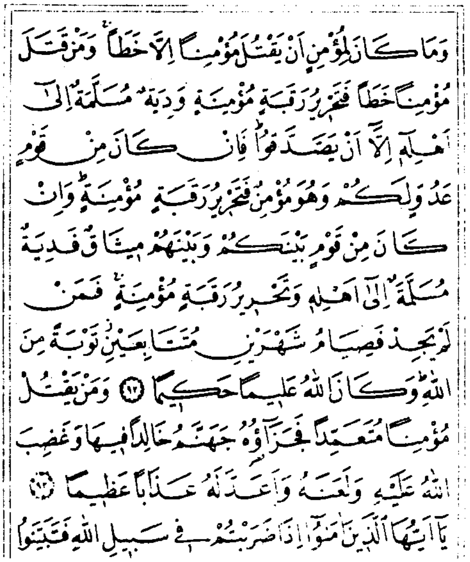

وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا الا خطأ ومن قتل
مؤمنا خطأ فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة الى
اهله الا ان يصدقوا فان كان من قوم
عدو لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة وان
كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية
مسلمة الى اهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن
لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من
الله وكان الله عليما حكيما ﴿٩٢﴾ ومن يقتل
مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب
الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما ﴿٩٣﴾
يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا

٨ ـ ترکی مصحف بخط حامد ایتاج الآمدی سے
(اصل طباعت رنگدار ہے)

٩

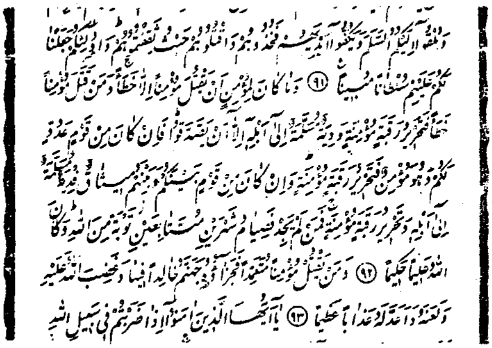

ويلقوا اليكم السلم ويكفوا ايديهم فخذوهم واقتلوهم حيث ثقفتموهم واولئكم جعلنا
لكم عليهم سلطانا مبينا ﴿٩١﴾ وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا الا خطأ ومن قتل مؤمنا
خطأ فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا فان كان من قوم عدو
لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة
الى اهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله وكان
الله عليما حكيما ﴿٩٢﴾ ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه
ولعنه واعد له عذابا عظيما ﴿٩٣﴾ يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم في سبيل الله

٩ ـ ایرانی مصحف بخط نستعلیق
بقلم حسین میر خانی
(اصل طباعت رنگدار ہے)

١٠

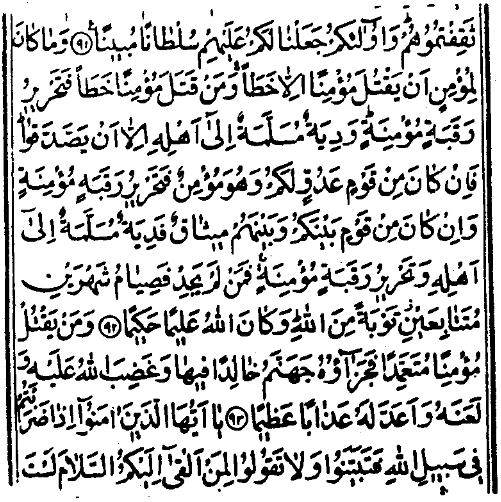

ثقفتموهم واولئكم جعلنا لكم عليهم سلطانا مبينا ﴿٩١﴾ وما كان
لمؤمن ان يقتل مؤمنا الا خطأ ومن قتل مؤمنا خطأ فتحرير
رقبة مؤمنة ودية مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا
فان كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة
وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة الى
اهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد فصيام شهرين
متتابعين توبة من الله وكان الله عليما حكيما ﴿٩٢﴾ ومن يقتل
مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه و
لعنه واعد له عذابا عظيما ﴿٩٣﴾ يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم
في سبيل الله فتبينوا ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست

١٠ ـ ایرانی مصحف بخط نسخ
بقلم حسن هریسی

١١

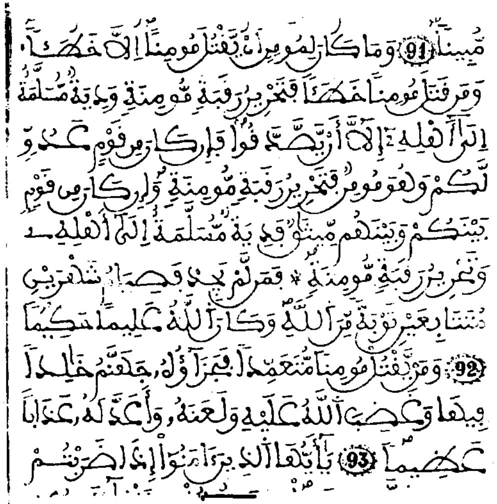
مبينا (91) وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا الا خطأ
ومن قتل مؤمنا خطأ فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة
الى اهله الا ان يصدقوا فان كان من قوم عدو
لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة وان كان من قوم
بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة الى اهله
وتحرير رقبة مؤمنة * فمن لم يجد فصيام شهرين
متتابعين توبة من الله وكان الله عليما حكيما
(92) ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا
فيها وغضب الله عليه ولعنه واعد له عذابا
عظيما (93) يا ايها الذين آمنوا اذا ضربتم

١١ ـ تونس هی سے شائع شدہ ایک
مصحف بروایة ورش اور بخط
مغربی (مراکشی) کا نمونہ
(اصل طباعت رنگدار ہے)

١٢

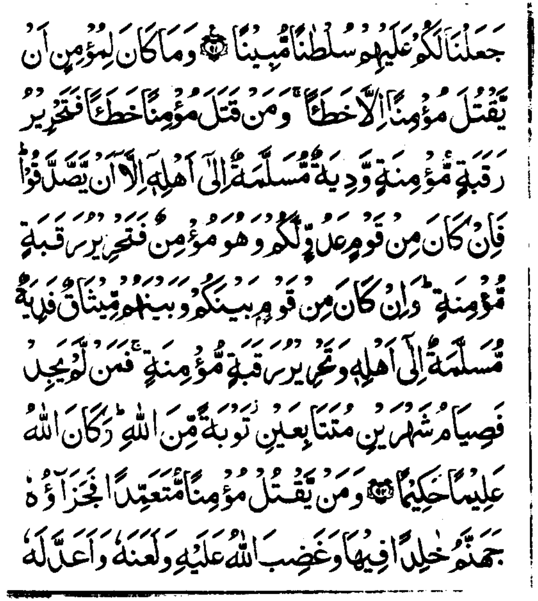
جعلنا لكم عليهم سلطانا مبينا ۝ وما كان لمؤمن ان
يقتل مؤمنا الا خطأ ومن قتل مؤمنا خطأ فتحرير
رقبة مؤمنة ودية مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا
فان كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة
مؤمنة وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية
مسلمة الى اهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد
فصيام شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله
عليما حكيما ۝ ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه
جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه واعد له

١٢ ـ انجمن حمایت اسلام ـ لاهور کے مشهور
مصحف کا ایک نمونہ

١٣

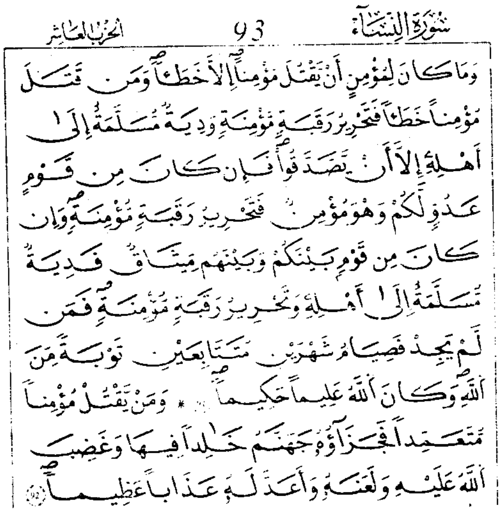
سورة النساء 93 الحزب العاشر
وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا الا خطأ ومن قتل
مؤمنا خطأ فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة الى
اهله الا ان يصدقوا فان كان من قوم
عدو لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة وان
كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية
مسلمة الى اهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن
لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من
الله وكان الله عليما حكيما ۝ ومن يقتل مؤمنا
متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب
الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما ۝

١٣ ـ ليبيا سے شائع هونے والے
"مصحف الجماهيريه" بروایة قالون سے

۱۴

وأولئكم جعلنا لكم عليهم سلطنا مبينا ۝۹۱ وما كان
لمومن ان يقتل مومنا الا خطئا ومن قتل مومنا خطئا فتحرير
رقبة مومنة ودية مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا
فان كان من قوم عدو لكم وهو مومن فتحرير رقبة مومنة
وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثق فدية مسلمة الى
اهله وتحرير رقبة مومنة ۝ فمن لم يجد فصيام شهرين
متتابعين توبة من الله وكان الله عليما حكيما ۝۹۲ ومن
يقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم خلدا فيها وغضب
الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما ۝۹۳ يايها

۱۴ ـ ...انا (افریقه) سے
مطبوعه مصحف بروایه
...رش سے (النساء: ۹۱ ـ ۹۲)

۱۵

وأولئكم جعلنا لكم عليهم سلطنا مبينا ۝۹۱ وما كان لمؤمن أن يقتل
مؤمنا إلا خطئا ومن قتل مؤمنا خطئا فتحرير رقبة مؤمنة ودية
مسلمة إلى أهله إلا أن يصدقوا فإن كان من قوم عدو لكم وهو
مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة وإن كان من قوم بينكم وبينهم ميثق
فدية مسلمة إلى أهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد فصيام
شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليما حكيما ۝۹۲ ومن يقتل
مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خلدا فيها وغضب الله عليه ولعنه
وأعد له عذابا عظيما ۝۹۳ يأيها الذين ءامنوا إذا ضربتم في سبيل الله
فتبينوا ولا تقولوا لمن ألقى إليكم السلم لست مؤمنا تبتغون

۱۵ ـ مصحف مصطفى الحلبى ـ قاهره کا نمونه ـ
نون ساکنه کیلئے اخفاء و اظهار کی الگ الگ علامت
سکون اور هائے کنایه کی اشباع کی علامت ملاحظه کیجیئے